اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ مدرس دارالعلوم دیوبند سے سُنے ہوئے
بزرگان دیوبند کے حالات، ملفوظات اور تعلیمات و ہدایات مع عملیات مجربہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مفتی اعظم پاکستان

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

باہتمام : محمد مشتاق ہاشمی

طبع جدید : شوال المکرم ۱۴۲۶ھ - دسمبر ۲۰۰۵ء

مطبع : زمزم پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : ادارۃ المعارف کراچی

فون : 5049733 - 5032020

ای میل : I_maarif@cyber.net.pk

ملنے کے پتے:

* ادارۃ المعارف کراچی

فون: 5049733 - 5032020

* مکتبہ معارف القرآن کراچی

فون: 5031565 - 5031566

فہرستِ مضامین

عملیاتِ مجرّبہ

❀❀❀

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعَظْمَتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الَّذِیْ تَمَّ بِہٖ مَکَارِمُ الْاَخْلَاقِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات کا شمار کون کرسکتا ہے؟ اور حقِ شکر کی مکمل ادائیگی انسانی طاقت سے خارج ہے، خصوصاً ہمارے وجود اور اس میں سموئی ہوئی بے شمار نازک، عجیب وغریب خودکار مشینیں جو ہمیں بے مانگے عطا ہوئیں، ایمان کی دولت جو وراثتاً بلاکوشش کے ملی، یہ سب حق تعالیٰ شانہ کے احسان اور احسان ہی ہیں ؎

ما نہ بودیم و تقاضا ما نبود
لطف تو ناگفتۂ ما می شنود

اللہ تعالیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ اُس نے ایک مسلمان اور اہلِ علم گھرانے میں پیدا کیا، کان سب سے پہلے اللہ کے ذکر سے آشنا ہوئے، آنکھ سب سے پہلے مؤمن چہروں پر پڑی، اللہ و رسولؐ کی عظمت ومحبت لاشعوری دور میں آغوشِ مادر میں نصیب ہوئی، کچھ سننے سمجھنے کی صلاحیت شروع ہوئی تو والد ماجد مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے انبیاء علیہم السلام کے قصے، پھر اکابر اولیاء و علماء کے حالات وملفوظات سنے جس نے دِل میں اللہ و رسولؐ اور اللہ

والوں کی محبت کا بیج ڈال دیا، کچھ اور آگے بڑھے تو تعلیم و تربیت کی پابندیاں، نقل و حرکت پر احتساب اور روک ٹوک شروع ہوئی جو بچپن کی آزاد طبیعت پر بار تھیں اور اس وقت وہ ایک قیدِ بے جا معلوم ہوتی تھیں، پھر انہیں قیود اور پابندیوں کی برکت سے حق تعالیٰ نے کچھ حروف علم کے عطا فرمائے اور بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپا آیا، اور خود اپنی اولاد کی تربیت کا مسئلہ سامنے آیا تو وہ بچپن کا بھلایا ہوا سبق پھر یاد آنے لگا، اور اس وقت یہ خیال آیا کہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم دیوبند کے بانیان اور اکابر علماء و صلحاء کے بے شمار حالات و ملفوظات سنے تھے جو انسان کی زندگی میں صحیح دینی انقلاب لانے والے ہیں، اسی طرح معیشت و معاشرے کے متعلق والد ماجد کی خاص ہدایات جن کی برکت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے ہوا، عرصہ دراز ہوا جب یہ خیال آیا تھا کہ اگر یہ چیزیں کسی رسالے میں منضبط ہو جائیں تو نافعِ خلائق ہوں گی، اور اسی وقت اس رسالے کا ایک نام بھی ذہن میں آیا جو لکھ لیا تھا، یعنی "الخیر التالد من افادات الوالد" تالد کے معنی قدیم جدی میراث کے ہیں۔

مگر یہ خیال وقتی طور پر آیا اور ہجومِ مشاغل کی رو میں بہہ گیا، ۱۳۹۳ھ میں جبکہ ایک شدید مرض کے بعد اللہ تعالیٰ نے افاقہ عطا فرمایا اور ضعف و ناتوانی نے معذور کر کے گھر میں بٹھا دیا اور بقیہ ایامِ زندگی کی قدر و منزلت سامنے آئی، تفسیر معارف القرآن کے تقریباً دو پارے

جو باقی تھے اس کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے اسی حال میں کرادی، اس کے بعد اور چند رسائل جو زیرِ تالیف تھے اسی طرح ان کی بھی تکمیل ہوگئی، اس وقت پھر اس رسالے کا خیال آیا جو والد بزرگوار کے افادات کا مجموعہ ہونا تھا، اس پر کچھ لکھنا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک داہنے ہاتھ میں شدید درد پیدا ہوا اور لکھنے سے تقریباً معذوری ہوگئی اور یہ مسودہ پھر طاقِ نسیاں میں پڑ گیا۔ محرم ۱۳۹۴ھ میں قدرت نے ہاتھ کی تکلیف میں اتنی کمی کردی کہ قلم پکڑنے لگا، تو اللہ کے نام پر اس رسالے کی ترتیب شروع کردی، یہ وقت ایسا ہے کہ حافظہ بھی رُخصت ہوچکا ہے، بینائی بھی جواب دے رہی ہے، عمر کا اُناسیواں (۷۹) سال شروع ہوچکا ہے، کسی تصنیف و تالیف کا ارادہ کرنا بھی ایک تمنائے موہوم ہی ہوسکتی ہے، مگر یہ سطور اس خیال سے لکھنی شروع کردیں کہ جتنا کچھ بھی لکھا جاسکے گو بے ترتیب ہی سہی فائدہ سے خالی نہیں، واللہ الموفق والمعین.

والد ماجد اور خاندان کے بعض مختصر حالات

والد بزرگوار مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ قصبہ دیوبند کے باشندے اور دارالعلوم دیوبند کے ہم عصر تھے، والد مرحوم کی پیدائش ۱۲۸۲ھ میں ہوئی جو اُن کے تاریخی نام "افتخار" کے عدد سے ظاہر ہے، اور دارالعلوم دیوبند کا قیام ۱۲۸۳ھ میں ہوا، اس طرح والد مرحوم کو دارالعلوم دیوبند کا قرنِ اوّل نصیب ہوا، اور اسی قرنِ اوّل کے بزرگوں

کی آغوش میں آنکھ کھولی، انہیں کے سایہ میں پرورش پائی، انہیں قدسی صفت علماء اولیاء کی خدمت میں رہ کر تعلیم و تربیت پائی اور رسمی فراغت کے بعد اُنہی حضرات کی شفقتوں، عنایتوں کے سایہ میں دارالعلوم کی تعلیمی خدمات میں مشغول ہوگئے، اور پھر ماہِ صفر ۱۳۵۵ھ تک پوری زندگی دارالعلوم کی خدمت ہی میں گزار کر دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔
حضرت والد صاحبؒ کو حضرت مولانا گنگوہیؒ کی خدمت و صحبت اور حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ صدر مدرّس دارالعلوم کی تعلیمات کا گہرا رنگ اللہ نے عطا فرمایا تھا اور یہی ان کی زندگی کا اصل خلاصہ تھا۔

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

خاندان

مجھے اپنے خاندان کا کوئی موثق اور باسند نسب نامہ ہاتھ نہیں آیا جس سے خاندان کے صحیح اور مستند حالات معلوم ہوتے، مگر شریعت نے ان معاملات میں سند متصل ہونے کی شرط نہیں رکھی بلکہ بڑے بوڑھوں کی زبان پر عام شہرت کو کافی سمجھا ہے، جس کو فقہاء کی اصطلاح میں تسامع کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے بتواتر یہ بات سنی ہے کہ ہمارا خاندان حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے، ان کا اصل وطن قصبہ جوراسی ہے، جو قصبہ منگلور کے پاس دیوبند

سے تقریباً تیس میل کے فاصلے پر ہے۔

مغلی سلطنت کے زوال اور طائف الملوکی کے دور میں قصبہ جوراسی کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر مظالم کئے، یہاں کے مسلمان خود ان کی مقاومت نہ کر سکے تو ہمارے خاندان کے جدِّ امجد حافظ کریم اللہ صاحبؒ یہاں کے مسلمانوں کی فریاد لے کر نجیب الدولہ کے پاس نجیب آباد پہنچے، ان کی ریاست کی طرف سے ایک کمک پہنچی جس سے وقتی فتنہ فرو ہوگیا، مگر جدِّ امجد حافظ کریم اللہ صاحبؒ کا دِل یہاں کی حکومت سے اُٹھ چکا تھا، اس لئے مع اپنے خاندان کے دیوبند منتقل ہوگئے، ان کے دیوبند منتقل ہونے کا صحیح زمانہ یادنہیں، البتہ دیوبند کے محلّہ شاہ رمزالدین کی مسجد میں لگے ہوئے ایک قطعۂ تاریخ سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ ۱۱۸۳ھ میں یہ بزرگ دیوبند میں تھے۔

دیوبند میں محلّہ ابوالمعانی کی ایک شاخ محلّہ شاہ رمزالدین کے نام سے معروف ہے، اس محلے میں ایک قدیم بزرگ شاہ رمزالدینؒ کا مزار بھی ہے، اور انہی کے نام سے ایک مسجد بھی، یہ مزار بھی مسجد ہی کی ملحقہ زمین میں ہے، افسوس ہے کہ جب طاقت، قوت تھی اس وقت اس بزرگ کے مزید حالات کی تفتیش کی طرف توجہ نہ ہوئی، اور اب قویٰ کے سقوط نے کسی تحقیق کے قابل بھی نہیں چھوڑا، اور قدیم حالات کے جاننے والوں کا قرن بھی ختم ہو چکا۔ بچپن میں جب میں ایک مرتبہ اپنے والد مرحوم کے ساتھ اس مسجد میں داخل ہوا تو والد مرحوم نے اوّل

مزار پر حاضری دی، پھر مسجد میں غالباً تحیۃ المسجد پڑھا اور مجھے دِکھلایا کہ مسجد کی پیشانی پر جو ایک پتھر لگا ہوا ہے اس میں قطعۂ تاریخ ہمارے جدِّامجد حافظ کریم اللہؒ کا لکھا ہوا ہے، اب وہ پورا قطعہ تو یاد نہیں، اتنا یاد ہے کہ پہلے مصرعے میں ''کریم اللہ بگفت'' اور دُوسرے میں الفاظ تاریخ ''خانہ حق حق رمزالدین بود'' لکھا ہوا تھا، جس سے ۱۱۸۳ھ کی تاریخ نکلتی ہے۔

والد صاحبؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ حافظ کریم اللہ صاحبؒ ہمارے خاندان کے پہلے بزرگ ہیں جو دیوبند منتقل ہوئے، ان کی نرینہ اولاد کل کتنی تھی؟ اور کہاں کہاں رہی؟ اس کی کوئی تفصیل مجھے نہیں معلوم ہوسکی، صرف یہ معلوم ہوا کہ دیوبند میں ان کی نسل ان کے صاحبزادے میاں جی امام علیؒ سے چلی اور پھیلی جو میرے پردادا ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں بھی برکت عطا فرمائی کہ ان کی اولاد در اولاد اس وقت ہزاروں تک پہنچی ہے، اور ان کی عمر اور تعلیم میں بھی برکت عطا فرمائی کہ قصبہ دیوبند کا شاید ہی کوئی گھرانہ ہو جو ان کا شاگرد نہ ہو، اس لئے یہ بزرگ میاں جی کے نام سے معروف ہوئے اور ان کی پہلی اولاد خلیفہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

لفظ ''میاں جی''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قصبات و دیہات میں پھیلے ہوئے عام

مکاتیب جن میں قرآنِ کریم کی تعلیم کے بعد اُردو، فارسی، حساب، ریاضی کی تعلیم کا عام رواج تھا، جو آج کل کے مڈل اسکول کی تعلیم سے زیادہ معیاری تعلیم تھی، اس کے ایسے اساتذہ "میاں جی" کے لقب سے معروف ہوتے تھے جو دینی تعلیم کے ساتھ عملی تقدس کے حامل ہوں، جیسے حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجرِ مکی قدس سرہٗ کے شیخ میاں جی نور محمد صاحبؒ بھی لوہاری میں معروف ہوئے، اور میاں جی منے شاہ صاحبؒ دیوبند میں صاحبِ کشف وکرامات بزرگ ہوئے ہیں، حافظ کریم اللہ صاحبؒ کی اولاد میں میاں جی امام علی صاحبؒ کی بھی اسی طرح دیوبند میں عام شہرت ہوئی۔

میاں جی امام علی صاحبؒ کے صاحبزادے

جہاں تک اپنے بزرگوں سے سنا ہوا یاد ہے، میاں جی امام علی صاحبؒ کے پانچ صاحب زادے ہوئے ہیں: جعفر علی، شجاعت علی، منیر علی، بشیر علی، تحسین علی۔ جعفر علی صاحب لاولد فوت ہوئے، شجاعت علی صاحب کی اولاد میں فراغت علی، سخاوت علی اور حافظ لیاقت علی۔ منیر علی صاحب کی اولاد میں حنیف احمد، لطیف احمد ہوئے۔ اور بشیر علی صاحب کی اولاد میں حافظ شریف احمد اور مولوی محمد نعیم زندہ رہے، باقی جوانی کے زمانے میں غیرشادی شدہ فوت ہوگئے۔ تحسین علی صاحب میرے جدِّ امجد ہیں، جن کی نرینہ اولاد میں میرے والد ماجد مولانا محمد

یٰسین صاحبؒ اور منشی منظور احمد صاحبؒ ہوئے۔ احقر نے میاں جی امام علی صاحبؒ کی بلاواسطہ اولاد میں بجز خلیفہ بشیر علی صاحب کے کسی کو نہیں دیکھا، اپنے جدِّ امجد خلیفہ تحسین علی کی بھی مجھے زیارت نہیں ہوئی۔

البتہ میاں جی امام علی صاحبؒ کی دُوسری نسل جو اکثر میرے تایا اور بعض چچا تھے ان کی آغوشِ شفقت میں میری پرورش ہوئی اور ان کی اولاد جو میری ہم قرن تھی ان کے ساتھ زندگی گزری، اور اس وقت جبکہ یہ سطور زیرِ قلم ہیں یہ سب ایک ایک کرکے رُخصت ہوچکے ہیں، اپنے ہم عصر بھائیوں میں بھی گنے چنے دو تین باقی ہیں ۔

بزمِ ہستی میں میرے پیشِ نظر کیا کچھ نہ تھا
دیکھتے ہی دیکھتے لیکن جو دیکھا کچھ نہ تھا

میاں جی امام علی صاحبؒ کو اللہ تعالیٰ نے دیوبند میں اچھی زمین داری اور جائیداد عطا فرمائی تھی، جو اُن کے صاحبزادوں میں تقسیم ہوئی، صاحبزادوں میں سے اکثر تو سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے، ساتھ ہی زمین داری بھی بقدرِ حصہ حاصل تھی، میرے جدِّ امجد خلیفہ تحسین علی صاحبؒ آنکھوں سے معذور ہوجانے کے سبب کوئی ملازمت نہ کرسکے، زمین کا جو حصہ ان کو ملا تھا اسی پر تنگی کے ساتھ متوکلانہ گزارہ تھا، یہی حال سب سے چھوٹے صاحبزادے خلیفہ بشیر صاحب کا ہوا کہ کچھ عرصہ ملازمت کی مگر پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ہاتھ پر بیعت کرکے عبادت و ریاضت میں لگ گئے اور

بالکل زاہدانہ و متوکلانہ زندگی گزارنے لگے، بچپن میں احقر نے ان کی زیارت کی، مسجد میں سب سے پہلے پہنچتے اور صفِ اوّل اور تکبیرِ اُولیٰ کا اس قدر اہتمام تھا کہ مرضِ موت سے پہلے کبھی قضا ہوتے نہیں دیکھا، جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ان کے کسی عضو کو حرکت نہ ہوتی تھی، ایک خشک لکڑی کی طرح معلوم ہوتے تھے، ہم بچپن کی لاشعوری زندگی میں بھی ان کی نماز کو دُوسروں سے خاص طور پر ممتاز دیکھ کر حیرت کیا کرتے تھے۔

گھر میں اکثر فقر وفاقہ ہوتا، مگر مجال نہیں کہ کسی کو ان کے حال کی خبر ہوسکے۔

جدِّ امجد خلیفہ تحسین علیؒ

تقریباً یہی حال میرے جدِّ امجد خلیفہ تحسین علی صاحبؒ کا تھا، شروع میں تھوڑی سی زمین داری تھی جس سے تنگی کے ساتھ گزارہ ہوتا تھا، بعد میں وقتی ضرورتوں سے مجبور ہوکر کچھ زمین بھی فروخت کرنا پڑگئی تو تنگدستی اور بڑھ گئی۔

مگر اولاد کو دینی تعلیم دِلانے کا شوق بہت تھا، والد ماجدؒ کو اوّل گھریلو مکتب میں قرآن مجید حفظ کرایا، پھر اسی مکتب میں اُردو، فارسی، حساب، ریاضی کی مروّجہ تعلیم دِلائی، اور اب وہ اس قابل تھے کہ اپنے معذور والد کا ہاتھ بٹاسکیں اور معاشی تنگی میں مدد کرسکیں، لیکن جدِّ امجدؒ

نے فقر و فاقہ کی زندگی کو اختیار کر کے والد صاحبؒ کو دارالعلوم دیوبند میں علومِ عربیہ کی تعلیم کے لئے داخل کر دیا۔

والد ماجد مولانا محمد یٰسینؒ کی طالب علمی

جیسا کہ اُوپر آچکا ہے جدِ امجد کا گزارہ تھوڑی سی زمین پر تھا جس کی آمدنی ضروریات کے لئے کافی نہ تھی، اتفاقاً والد صاحب کی طالب علمی کا یہ زمانہ وہ تھا جبکہ اس تھوڑی سی زمین کا بھی ایک حصہ وقتی مجبوریوں کی وجہ سے فروخت کر دینا پڑا اور اب بہت تھوڑی زمین باقی رہ گئی تھی، جس پر گزارے کا مدار تھا، اس وقت والد صاحبؒ اتنی عمر کو پہنچ گئے تھے کہ کہیں ملازمت کر کے گھر کا خرچ چلا سکیں، مگر جدِ امجدؒ نے والد صاحبؒ کی تعلیمِ دین اور بزرگوں کی صحبت میں رکھنے کے لئے یہ تمام فقر و فاقہ برداشت کیا، سعادت مند بیٹے نے بھی تعمیلِ حکم کی، اسی فقر و فاقے کی حالت میں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

والد صاحبؒ نے ایک روز کا اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ گرمی کی دوپہر میں دارالعلوم کے تعلیمی کام سے تھک تھکا کر چھٹی کے وقت گھر پہنچے تو والدہ نے آبدیدہ ہو کر اپنے لائق فرزند سے کہا کہ: بیٹا! آج تو گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، البتہ ہماری فلاں زمین میں گندم کی فصل تیار کھڑی ہے، اگر تم اس میں سے کچھ گندم کاٹ لاؤ تو میں ان کو صاف کر کے آٹا پیس کر روٹی پکا دوں گی۔ سعادت مند بیٹا

محنت اور بھوک سے درماندہ اسی گرمی کی دوپہر میں اپنی زمین کی طرف چل دیا اور وہاں سے جس قدر بوجھ اُٹھا سکتا تھا اتنے گندم کاٹ کر لے آیا، والدہ نے ان کو کوٹ چھان کر پیس کر آٹا بنایا اور روٹی پکائی اس طرح ظہر کے وقت تک بھوک کا کچھ سامان ہوا۔ ظہر کے بعد اپنے اسباق کے لئے دارالعلوم چلے گئے، ماں باپ اور بیٹے نے اسی فقرو فاقے میں وقت گزارہ مگر تعلیم میں فرق نہ آنے دیا، بالآخر ایک ایسا وقت بھی آ گیا کہ جدِامجدؒ بالکل ہی مجبور ہوگئے کہ والد صاحبؒ کو کسی ملازمت پر لگا کر اپنی ضروریات حاصل کریں اور ایک جگہ جزوقتی ملازمت دِلوادی، اس کے نتیجے میں دارالعلوم اور اسباق کی حاضری میں کمی ہونا لازمی تھا۔

دارالعلوم کے مہتمم اس زمانے میں ایک مقدس ولی اللہ، صاحبِ کشف وکرامات حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ تھے، جن کو درویشانہ زندگی رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کے نظم ونسق کی بڑی صلاحیت عطا فرمائی تھی، یہاں تک کہ تمام طلباء کے حالات پر بھی خود بلاواسطہ نظر رکھتے تھے، والد صاحبؒ کو جب چند روز تک دارالعلوم میں کم آتے دیکھا تو ایک روز بلا کر سبب پوچھا، والد صاحبؒ نے واقعہ ملازمت کا اور اپنی مجبوری کا بیان کردیا، حضرت مہتمم صاحبؒ نے فرمایا کہ: زیادہ تو نہیں کچھ تھوڑا سا وظیفہ ہم تمہارے لئے دارالعلوم سے جاری کرسکتے ہیں، اپنے والد صاحب سے پوچھو، اگر وہ اس پر قناعت

کریں تو تمہاری تعلیم پوری ہوسکتی ہے۔

والد صاحبؒ نے جدِ امجدؒ کو یہ پیغام دیا تو اس دینی تعلیم کے عاشق نے اسی قلیل وظیفے پر فقر و فاقے میں بسر کرنے کو ترجیح دے کر ملازمت چھڑوادی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے والد صاحبؒ کی تعلیم پوری کرائی جس سے سلف صالحین کی طلبِ علم کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ اس وقت سے والد صاحبؒ پر خصوصی شفقت و عنایت فرمانے لگے، اسی سلسلے میں ایک مرتبہ دورۂ حدیث کی تین کتابیں نسائی شریف، ترمذی شریف، ابنِ ماجہ شریف والد صاحبؒ کو عطا فرمائیں اور فرمایا کہ: انشاء اللہ حدیث کی باقی کتابیں بھی کسی موقع پر تمہارے لئے فراہم کردوں گا۔ تینوں مقدس کتابیں تبرک در تبرک کی حیثیت سے بحمداللہ احقر کے پاس محفوظ ہیں، ان میں سننِ نسائی پر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ صدر مدرّس دارالعلوم کے والد ماجد اُستاذ مولانا مملوک علی صاحبؒ کی مہر بھی لگی ہوئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ نسخہ ان کے زیرِ درس رہا ہے۔ طالب علمی کے زمانے کے کچھ حالات جو والد ماجدؒ سے سنے ہوئے تھے لکھنے کے بعد، اصل مضمون اکابر علمائے دیوبند سے استفادہ اور ان کے حالات و ملفوظات کا ہے، اس سلسلے کو میں تبرکاً اپنے اُستاذِ محترم عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے شروع کرتا ہوں جو انہوں نے والد ماجدؒ کے تذکرے میں

تحریر فرمائی تھی۔

وجہ یہ تھی کہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ چالیس سال سے زائد دارالعلوم میں تعلیم کی خدمت انجام دی ہے، اس لئے آپؒ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے، اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک گھرانے میں ایک شخص آپؒ کا شاگرد ہے اور اس کا باپ دادا بھی شاگرد ہے، شاگردوں کے اس طویل سلسلے میں بہت سے اکابر علماء بھی شامل ہیں، جن میں میرے سب سے زیادہ شفیق اُستاذ، دارالعلوم کے محدث عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ جیسی شخصیتیں بھی ہیں۔ والد ماجدؒ کی وفات کے وقت حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحبؒ نے آپؒ کے تذکرے کی ایک قسط لکھی تھی جو اسی وقت ماہنامہ ''المفتی'' میں شائع ہوئی تھی، مگر افسوس اس کے بعد دُوسری قسط لکھنے کا ان کو اپنے امراض اور مسائل کے سبب موقع نہ مل سکا، میں اس جگہ والد صاحبؒ کے تذکرے کو بطورِ تبرک کے حضرتِ موصوفؒ ہی کی تحریر سے شروع کرتا ہوں۔

دیوبند میں آخری نمونۂ سلف صالحین

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ کی وفات

(از حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب محدث دارالعلوم دیوبند)

"دارالعلوم دیوبند کے لئے بہترین قرن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عصر حضرات کا زمانہ تھا، اس متبرک دور میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا احمد علی صاحب اور حضرت مولانا محمد مظہر صاحب اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت مولانا رفیع الدین صاحب اہلِ تقدس و کمال حضرات موجود تھے اور ان کے فیوض و برکات سے دارالعلوم کی رُوح ترقی کر رہی تھی، بہ تقدیرِ خداوندی حسبِ پیش گوئی حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم :-

لا یقبض العلم انتزاعًا ولٰکن یقبض العلم بقبض العلماء.

یہ قرن رفتہ رفتہ دُنیا سے رُخصت ہونا شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے سب اقران ختم ہوگئے اور دُوسرا قرن ہدایتِ خلق اللہ اور تائید و ترقیٔ دارالعلوم کے لئے بر روئے کار آیا اور حضرت مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہند اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا

عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور حضرت مولانا صدیق احمد صاحب اور حضرت مولانا حافظ احمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ حضرات رحمۃ اللہ علیہم اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کو حق تعالیٰ نے ہدایتِ خلق اور ترقیٔ دارالعلوم کا ذریعہ بنایا، بموجبِ قضا و قدرِ خداوندی یہ قرن بھی اپنا کارِ مفروضہ ادا کر کے اپنی اجلِ مسمّٰی پر رُخصت ہونا شروع ہوا۔

دیوبند میں اس متبرک قرن کی آخری شخصیت اور سلف صالحین کا آخری نمونہ حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ باقی رہ گئے تھے، صد افسوس و حسرت ہے کہ ۱۲ ماہِ صفر روز متبرک جمعہ کو موصوفؒ بھی رہ گرائے عالمِ جاودانی ہو کر اپنے اکابر و اقران کے ساتھ لاحق ہو گئے، اور ”تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ“ کی اِلتجا و دُعا کو حق تعالیٰ نے اپنے کرم و فضل سے پورا فرمایا۔

حضرت مرحوم دیوبند کے نہایت اہلِ علم اور باعزت خاندان کے فرزند تھے، آپؒ کے آباء و اجداد علمی مشاغل میں مصروف اور اہلِ شہر کے معتقد علیہ حضرات تھے، حضرت مرحوم نے قرآن شریف حفظ کرنے کے بعد فارسی کی درسیات اپنے والد ماجد اور اکابر خاندان سے حاصل فرما کر اعلیٰ قابلیت فارسی کی حاصل فرمائی اور پھر دارالعلوم دیوبند میں اکابر شیوخ و اساتذہ (حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ، حضرت

مولانا سیّد احمد صاحبؒ وغیرہ حضرات) سے علومِ معقول و منقول حاصل فرمائے، اور بعد فراغ تحصیل بلاقیدِ ملازمت محض شوقِ تعلیم اور حصولِ ثواب کی وجہ سے تعلیمِ درسیات مختلف طلبہ کو شروع فرمائی، بزرگانِ دارالعلوم قصد فرمارہے تھے کہ دُوسرے شہروں میں جو مدارس دارالعلوم کے تابع ہیں اور ماتحت ہیں ان میں کسی مناسب جگہ پر مولانا کو مقرّر فرماکر پوری طرح مصروفیتِ تعلیم کا موقع دیا جائے، اور خود حضرت مرحوم کا بھی تقاضائے قلبی یہی تھا، لیکن بزرگ والد ماجد اس پر پوری طرح رضامند نہ تھے۔

اسی زمانے میں دارالعلوم کے مدرّسِ فارسی کا انتقال ہوگیا اور چونکہ مولانا مرحوم کا خاندان تعلیمِ فارسی میں امتیازِ خصوصی رکھتا تھا، اس لئے اس عہدے کے لئے سب بزرگوں کی نظرِ انتخاب ہمارے مولاناؒ پر پڑی اور آپؒ باضابطہ مدرّسِ فارسی مقرّر کردیئے گئے، اور تحفظِ استعدادِ عربی کے لئے بعض بڑے اسباق عربی کی تعلیم کی خارج اوقاتِ مدرسہ میں اجازت دی گئی اور ابتدائی کتبِ عربیہ کی تعلیم کو مدرّسِ فارسی کے لئے گویا لازم کردیا گیا۔

اس طرح تقرّر ہوجانے کے بعد حضرت ممدوح کو گویا دوچند محنت برداشت کرنی ہوتی تھی، لیکن آپؒ اپنی للّٰہیت اور تقاضائے قلبی سے فارسی کی مفوضہ تعلیم کے علاوہ کتبِ عربیہ کی تعلیم میں بھی معقول حصہ لیتے رہتے تھے، عرصۂ دراز تک جب تک قوت و طاقت رہی یہی

طرز رہا، لیکن جب قوت کم ہونے لگی اور تعلیمِ فارسی کا کام زیادہ ہوگیا تو تعلیم عربی رفتہ رفتہ متروک ہوگئی، تاہم مخصوص اور قابلِ رعایت طالب علموں کا ایک دو عربی سبق آخری زمانے تک جاری رہا۔

فارسی درس کی انتہائی کتابیں حضرت ممدوح نہایت شوق اور جانفشانی اور کامل تحقیق سے پڑھاتے تھے، علاوہ اہلِ شہر اور دیگر طلبہ کے بعض عربی تعلیم یافتہ اور فارغ التحصیل علماء بھی شریک ہوتے تھے اور عالمانہ بحث و اِشکال پیش کرتے تھے، اس طرز پر سکندر نامہ اور قصائدِ عرفی و بدر چاچ و سہ نثری ظہوری وغیرہ کا درس ایک نہایت شان دار درس ہوتا تھا، اور پوری بحث و تحقیق سے تعلیم ہوتی تھی، مشہور و معروف مشکل مقامات اشعار و عبارات کے دو دو تین تین معانی و مطالب اس قدر وضاحت و تفصیل سے بیان فرماتے تھے کہ صاحبِ استعداد طالب علم دِلچسپی سے حظِ وافر حاصل کرتے تھے اور کم استعداد بھی فہمِ معانی سے محروم نہ رہتے تھے۔ مولاناؒ نہایت شفقت اور دِل سوزی سے مضامین و مطالب مکرّر سہ کرّر بیان فرما کر پوری طرح طلبہ کے ذہن نشین کرادیتے تھے اور بعض مرتبہ خوب سمجھا دینے اور بیان کرنے کے بعد طلبہ سے سوال کرکے تقریر کراتے تھے۔

مرحوم ممدوح کی ایک نمایاں خصوصیت یا اثرِ صحبتِ بابرکت یہ بھی تھا کہ طالبِ علم کے قلب میں ابتداء ہی سے حق تعالیٰ اور اس کے مقدس انبیاء علیہم السلام کی محبت اور بزرگانِ دین کی عقیدت جاگزیں

ہوجاتی تھی، جس کا پائیدار اثر اس کی دینی و دُنیوی اصلاحِ حال کے لئے آخری زمانے تک مفید ہوتا تھا۔ اور مولاناؒ کی پابندیٔ شریعت اور رعایتِ آدابِ طریقت اور ادائے اعمال و عبادات مستفیدین و مستفیضین کے لئے ایک بہترین نمونہ پیشِ نظر رہتا تھا۔

حضرت ممدوح کی نہایت قابلِ قدر اور بے مثل تعلیم کا سلسلہ عرصہ دراز تک یعنی چالیس برس سے زیادہ نہایت خیر وخوبی اور خوش اُسلوبی کے ساتھ جاری رہا، دیوبند میں تعلیم یافتہ لوگوں میں ایسے بہت کم لوگ ہیں جو حضرت ممدوح کے حلقۂ درس کے مستفیض نہ ہوں، اور بعض خاندانوں میں باپ اور بیٹا اور پوتا سب حضرت ممدوح کے شاگرد اور کسی نہ کسی درجے میں فیض یافتہ ہیں۔ دُور دراز ممالک سے آنے والے طالبِ علم بھی بہت سے حضرات بسلسلۂ تعلیمِ عربی اور بعض بدرجہ تعلیمِ فارسی حضرت ممدوح کے تلامذہ میں داخل ہیں اور شاگردِ شاگردان کا سلسلہ تو نہایت ہی طویل وعریض ہے۔

مصروفیتِ تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت ممدوح کو کتب بینی اور تصنیف وتالیف کا بھی کسی قدر شغل ضرور رہتا تھا، ابتدائے حال میں رسائل واخبارات میں اصلاحی و دینی مضامین روانہ فرما کر شائع کراتے تھے اور بعض فرقِ مخالفہ کے جوابات بھی تحریر کر کے روانہ فرماتے تھے۔

اس قسم کے اُمور اور تصنیف وتالیف کے لئے زیادہ فرصت نہیں ملتی تھی، تاہم آپ کی مندرجہ ذیل تالیفاتِ مفیدہ موجود ہیں:۔

مفید نامہ جدید، جدید صفوۃ المصادر، مفید اصاغر و اکابر، رسالہ نادر شرح صفوۃ المصادر، اور انشاءِ فارغ جس میں مبتدیوں کے لئے فارسی زبان کے خطوط اس حسنِ ترتیب کے ساتھ درج کئے گئے ہیں کہ ابتداء بہت آسان، پھر کسی قدر مشکل، پھر اسی طرح ترقی کی گئی ہے۔ ان چند رسائل کو اچھی پڑھا دیا جائے تو بہت آسانی کے ساتھ بچہ فارسی زبان پر قادر اور اس کے قواعد کا حافظ ہو جاتا ہے۔

مشتغلینِ تعلیم فارسی کے لئے نہایت نافع اور مفید ثابت ہو رہی ہیں، مفید نامہ جس کو مطابع کی کثرتِ اغلاط نے مسخ کر دیا تھا اور بوجہ نامانوس ہونے اکثر الفاظ کے اس کی اصلاح و دُرستی نہایت ہی دُشوار تھی، حضرت مولاناؒ نے محض لوجہ اللہ واسطے سہولت طلبہ کے اپنی قوت و ہمت صَرف کر کے نہایت مشرح اور مہذب و محشّٰی کر کے طبع کرا دیا۔

وظائف وعبادات و اوراد و اشغال کا حضرت مولاناؒ کو ابتداء ہی سے خاص ذوق و شوق تھا، اور اپنے والد ماجدؒ کے بتلائے ہوئے وظائف و اعمال کو بہت وقت صَرف فرما کر ادا کیا کرتے تھے، لیکن حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ صدر مدرّس دارالعلوم دیوبند کے ارشاد و ہدایت سے بوقت طالب علمی ان اُمور میں زیادہ وقت صَرف نہیں فرماتے تھے، بزرگانِ دین اور علمائے عصر کی ملاقات اور فیضِ صحبت کو مولاناؒ نہایت غنیمت شمار کرتے تھے اور نوعمری اور جوانی کے زمانے میں بھی اوقاتِ عزیز کو ضائع نہیں فرماتے تھے بلکہ اسی قسم کے

دینی اُمور صحبتِ صلحاء وغیرہ میں صَرف کرتے تھے۔

دینی رغبت اور شوق نے آپ کو زمانۂ طالب علمی میں بھی بیعت و ارشاد اور باقاعدہ ذکر و اشغال کے لئے بے قرار رکھا تھا، لیکن شفیق اور ناصح اساتذہ کی تفہیم اس میں عجلت کرنے سے مانع تھی، اس لئے تحصیلِ علم کے بعد اس کا موقع اور وقت آیا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے اہلِ علم کا مرجع بنا رکھا تھا اور متوسلینِ دارالعلوم اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خاص شفقت مبذول تھی۔"

اُستاذِ محترم حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحبؒ نے والد صاحبؒ کے حالات کی پہلی قسط یہیں تک لکھی تھی، اس کے بعد قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت اور ان کی تعلیمات اور فیضِ صحبت سے مستفید ہونے کا تذکرہ لکھا تھا جو رہ گیا۔

احقر ناکارہ کو والد صاحب سے سنی ہوئی صرف اتنی بات یاد ہے کہ والد مرحوم کی طالب علمی کے زمانے میں دارالعلوم میں تو پورے درسِ نظامی کا انتظامِ تعلیم تھا ہی، گنگوہ میں حضرت گنگوہی قدس سرہٗ بھی پورا دورۂ حدیث خود پڑھاتے تھے، اور دیوبند کے بہت سے طلباء دورہ تک کی تعلیم دیوبند میں حاصل کرنے کے بعد دورۂ حدیث کے لئے گنگوہ چلے جاتے تھے۔ چنانچہ والد صاحبؒ کے ہم سبقوں کی بھی ایک

خاص تعداد دورۂ حدیث کے لئے گنگوہ چلی گئی، والد صاحبؒ کے ہم سبقوں میں سیّدی حضرت حکیم الأمت تھانوی بھی تھے، انہوں نے اپنے اُستاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو چھوڑ کر کہیں جانا مناسب نہ سمجھا، والد صاحب اپنے گھریلو حالات کی وجہ سے باہر جانے پر قادر ہی نہ تھے، اس لئے ان دونوں نے دُوسرے بہت سے طلباء کے ساتھ دورۂ حدیث دیوبند ہی میں پورا کیا، ان کی فراغت غالباً ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔

والد صاحبؒ کو طالب علمی کے زمانے ہی سے حضرت گنگوہیؒ سے خاص محبت و عقیدت تھی، درسِ نظامی سے فراغت کے بعد ہی حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہوئے اور ان کی تلقین کے مطابق سلوک کے منازل طے کرنے لگے، یہ میری پیدائش سے تقریباً چودہ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے گویا عشق کا درجہ حاصل تھا، وہ حضرتؒ کا ایک زندہ تذکرہ تھے، بچپن کے غیر شعوری دور میں بھی والد مرحوم سے حضرت گنگوہیؒ کا نام سنا کرتے تھے، بچپن ہی سے ہمارے کان اس سے آشنا تھے کہ جب بھی گھر میں کوئی پریشانی ہوئی تو گنگوہ کو خط لکھا جارہا ہے، پھر جواب آیا تو گھر میں سنایا جارہا ہے، سال بھر میں بار بار گنگوہ کا سفر ہورہا ہے، جس سے ہم سمجھتے تھے کہ گنگوہ میں کوئی بہت بڑے بزرگ ہیں، والد ماجد کی زبان

سے حضرت گنگوہیؒ کے حالات، ملفوظات بہت سنے تھے، مگر اب حافظہ جواب دے رہا ہے پوری طرح یاد نہیں ہے اور اس کا جمع کرنا بھی اب آسان نہیں، اور اس کا اہم حصہ ''تذکرۃ الرشید'' میں شائع بھی ہو چکا ہے، اس لئے اس وقت صرف حضرت گنگوہیؒ کے وہ خطوط جو والد ماجدؒ کے نام آئے اور اکثر میرے پاس محفوظ ہیں ان کو اس جگہ نقل کرتا ہوں۔

ان خطوط میں ایک کارڈ تھا جو میری پیدائش کے وقت والد صاحبؒ کے خط کے جواب میں آیا تھا، اس کارڈ کی ہیئت میرے ذہن میں اب تک ہے کیونکہ اس کو میں نے اپنی تاریخِ پیدائش سمجھ کر اپنی طالب علمی کے زمانے سے محفوظ رکھا تھا، وہ چھوٹے سائز کا کارڈ تھا جس پر غالباً ملکہ وکٹوریہ کی تصویر تھی، خط کے الفاظ بھی جو مجھے بعینہٖ یاد ہیں، یہ تھے:-

تولدِ فرزند سے مسرت ہوئی، نام اس کا محمد شفیع رکھنا۔

والسلام

اس خط پر مہر میں جنوری ۱۸۹۷ء کی تاریخ پڑی ہوئی تھی، سب سے پہلے مجھے اپنی تاریخِ ولادت اسی خط سے معلوم ہوئی، پھر والدہ ماجدہ سے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ماہِ شعبان کی تقریباً بیس تاریخ تھی، پھر صد سالہ جنتری سے شمسی اور قمری سال کی تطبیق دیکھی تو معلوم ہوا کہ جنوری ۱۸۹۷ء مطابق شعبان ۱۳۱۴ھ کے تھا، افسوس ہے کہ یہ کارڈ اب محفوظ نہیں رہا، اور جو خطوط میرے پاس محفوظ تھے وہ

میں نے جناب محمد ایوب صاحب قادری کو دیئے تھے جو اس زمانے میں تاریخ کا خاص ذوق رکھنے والے ماہر اور بہت سی تصانیف کے مصنف ہیں، انہوں نے ان خطوط کو ماہنامہ العلم میں اپنے ایک نوٹ کے ساتھ شائع کر دیا تھا، اس وقت اسی شائع کردہ مجموعے کو قادری صاحب کے نوٹ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے:-

مولانا[1] رشید احمد گنگوہیؒ کے یہ خطوط فلاح و خیر کا ایک دفتر ہیں، اور ان سے سلوک و معارف، تزکیۂ نفس، صفائے قلب، شریعت کی پابندی، سنت کے اتباع، اللہ کے خوف، مخلوق کی خیر خواہی، کفایت شعاری، عاقبت اندیشی، رضائے حق، دیانت، قناعت، صفائی معاملہ، حسنِ اخلاق، تواضع و حلم، رواداری، توکل علی اللہ، غیرتِ اسلام اور عفو و درگزر وغیرہ کی تعلیم ملتی ہے۔

اس مجموعے میں اکثر خطوط مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اپنے ہاتھ کے تحریر کردہ ہیں، بعض خطوط آپؒ کے شاگرد حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے لکھے ہوئے ہیں، خطوط کی تحریر میں کسی قسم کا اہتمام نہیں ہے، کاغذ بہت معمولی اور گھٹیا قسم کا استعمال کیا گیا ہے، تحریر میں بھی کوئی خاص انداز نہیں ہے، اکثر خطوط کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور پرچیوں پر لکھے ہوئے ہیں، لفافے کو دو مرتبہ کام میں لایا گیا ہے، وہ اس طرح

(۱) یہاں سے جناب محمد ایوب قادری کا نوٹ درج ہے۔

کہ ایک جگہ کے آئے ہوئے لفافے کو اُلٹ کر دوبارہ اسی پر پتہ لکھ دیا گیا ہے، بعض خط بیرنگ بھی بھیجے گئے ہیں۔ محمد ایوب قادری

بنام مولوی محمد یٰسین صاحب دیوبندی

(۱)

از بندہ رشید احمد۔ مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ السلام علیکم، خط آیا حال معلوم ہوا، دُنیا میں وہ کون ہے جس پر زبان درازی خلق کی نہیں ہوئی، فخرِ عالم علیہ السلام اور حق تعالیٰ کو بھی نہیں چھوڑا، لہٰذا اس کا کچھ فکر مت کرو، اپنے حق تعالیٰ شانہ پر نظر رکھو اور کام اپنا کرتے رہو، کوئی کچھ نہیں کرسکتا، جو کچھ ہوتا ہے سب مقدر ہوتا ہے، فقط تعویذ ذیل خط میں لکھتا ہوں اس کو جدا کرکے رکھنا اور جس کو ضرورت ہو لکھ دینا اجازت ہے۔

دیوبند ضلع سہارنپور در مدرسہ عربیہ رسیدہ
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین مدرّس قاری سلّمہٗ برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہ (۱)

(۲)

مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ السلام علیکم
خط آیا حال معلوم ہوا، اگر تم کو گوالیار جانے میں توقع ترقی کی

(۱) مہر سے معلوم ہوا کہ خط گنگوہ سے ۳۱ راگست ۱۸۸۶ء کو بھیجا گیا۔

ہے اور اب پندرہ روپے دیتے ہیں تو چلے جاؤ، مگر جب خوب ان[1] کی طرف سے طمانیت ہوجائے اور اس وقت مہتمم سے کہنا مصلحت ہے، امتحان ہوجاوے اور وعدۂ انعام پورا ہوجاوے اور وہ خواہش کریں اس وقت اصل ظاہر کردینا کہ اس نیت سے جاتا ہوں، پھر وہ خواہ رُخصت دیویں یا موقوف کریں، حال کو مخفی مت رکھنا کہ خیانت ہے، اور ان کو اپنے دفتر میں یا ریاست میں متعین کرادینا دُشوار نہیں اگر عیوض پر قبول کرلیں تو بہتر ہے، پرچہ بنام مولوی صاحب ملفوف ہے، ضرورت ہو تو دے دینا ورنہ خیر۔ مولوی محمود حسن صاحبؒ[2] کو بعد سلام کہہ دیویں کہ دس پندرہ نسخے ابنِ ماجہ، مولوی فخرالحسن صاحب کے پاس فوراً سہارنپور روانہ فرما دیویں، اور پھر مجھ کو تاکید سے لکھ دیویں کہ بہت جلد گنگوہ

(۱) مولوی محمد قاسم دیوبند کے بڑے زمین دار اور رئیس تھے، انہوں نے اپنے لڑکے محمد ہاشم کی تعلیم والد صاحبؒ کے سپرد کی تھی، والد صاحب نے خاص اہتمام ان کی تعلیم و تربیت میں کیا، وہ پھر حضرت گنگوہیؒ سے بیعت بھی ہوگئے، اتفاقاً ان کو ریاست گوالیار میں کمشنر بندوبست کے عہدے پر فائز کیا گیا، انہوں نے والد صاحبؒ کو بھی اپنے ساتھ گوالیار لے جانا چاہا، جبکہ والد صاحبؒ دارالعلوم دیوبند میں فارسی مدرس تھے، والد صاحبؒ نے گوالیار جانے کے معاملے میں حضرت گنگوہیؒ سے مشورہ طلب کیا، اس کے جواب میں یہ خط آیا، اور حسبِ ہدایت والد صاحبؒ گوالیار چلے گئے، چند سال وہاں رہے، یہ سب واقعات میری پیدائش سے پہلے کے ہیں، جو اپنے بچپن میں والد صاحبؒ کی زبانی سنے تھے۔ ۱۲ منہ

(۲) شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ۔

پہنچا دیویں، منظر حسین نے مولوی محمد حسن کو بھی کہا تھا مگر شاید وہ سستی کریں اور میری کتب کی جلد اگر تیار ہوگئی ہوں وہ بھی اسی کپڑے میں لپیٹ کر جس میں کتب یہاں سے گئی ہیں سہارنپور پہنچا دیویں، اُجرت کا دینا مولوی محمد حسن کو بھول گیا، اُجرت کا تخمین کرکے مطلع کرنا بھی ضروری ہے، تو ۲ر ہوتے ہی ہیں، شاید زیادہ دینا ہو، فقط والسلام حافظ عبدالوہاب[1] کو سلام مسنون پہنچے۔

(۳)

مولوی محمد یٰسین صاحب، السلام علیکم، آج تمہارا خط آیا، تم کو لازم ہے کہ اپنے مقصد کے واسطے "یا عزیز" کو صبح و شام اور دیگر اوقات میں بکثرت پڑھتے رہو، اور کثرت کی کوئی حد مقرر نہیں جس قدر ہوسکے ادنیٰ اس کا سو بار ہے، اور جو عدد اس سے زیادہ مقرر کرسکو کرلینا فقط۔ اور دُوسرے اُمر کا جواب یہ ہے کہ اگر تم کو ترقی و اضافہ کا روزگار ریاست میں کچھ ملے مضائقہ نہیں، تم بلا تکلف چلے جانا حق تعالیٰ فضل فرماوے گا، اپنا کام کرتے رہنا معاش کا تلاش ......[2] ہے

(۱) حکیم عبدالوہاب انصاری جو ڈاکٹر انصاری کے بڑے بھائی اور یونانی طب کے حاذق حکیم اور مشہور نباض تھے، دہلی میں حکیم نابینا کے نام سے مشہور تھے، والد صاحبؒ کے ہم سبق ساتھی تھے، والد صاحبؒ ہی کے ذریعے حضرت گنگوہیؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے تھے، ان کو سلام لکھا گیا ہے۔ ۱۲ منہ

(۲) یہ جگہ کرم خوردہ ہے۔

اور پھر اس میں رضائے والدین بھی ہے، فقط و سلام حافظ عبدالوہاب اور سب کو سلام پہنچے۔

در مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور

بمطالعہ مولوی محمد یٰسین مدرسِ فارسی سلّمہٗ برسد

مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ ۶ صفر

(۴)

برادرم مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند خط تمہارا آیا، اس وقت بندہ گنگوہ نہیں تھا، آٹھویں شوال سے انبیٹھ، رام پور میں ہوں، کل کو خط تمہارا رام پور[1] میں ملا، آج جواب لکھتا ہوں کہ بندہ تم کو نہیں بھولا دُعائے خیر سے یاد رکھتا ہوں، مطمئن رہنا، مگر فرصتِ تحریر جواب نہیں ہوتی لہٰذا اگر تمہارے خط کا جواب نہ پہنچے تاہم مجھ کو اپنی طرف سے غافل مت جاننا اور اپنے کام میں مشغول رہو۔ شغل جب تک جس قدر ہو سکے کرتے رہو اور گریہ و شوق جو کچھ ہے سب مبارک ہو، حق تعالیٰ کی طرف سے فیضان ہے، شیخ خواہ دُور ہو یا نزدیک، شیخ ایک واسطہ ظاہری ہے، ورنہ فیض حق تعالیٰ حاضر موجود کی طرف سے ہے کہ سب جگہ موجود ہے، جس وقت فرصت ہو مراقب بیٹھ جایا کرو کوئی ضرورت تعینِ وقت کی نہیں فقط عزیز محمد ہاشم[2] کو

(۱) رام پور منہاران ضلع سہارنپور۔

(۲) محمد ہاشم فرزند مولوی محمد قاسم کمشنر بندوبست۔

بعد سلام و دُعا کے کہہ دیویں کہ تم بیعت ہوگئے ہو، فقط۔

در گوالیار محکمہ بندوبست بر مکان
مولوی محمد قاسم کمشنر بندوبست رسیدہ
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب دیوبند سلّمہٗ رسد
بندہ رشید احمد گنگوہی از رام پور ۱۰ ر شوال یکشنبہ[1]

(۵)

برادرم مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔

بندہ بعافیت ہے، تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا، خدا تعالیٰ تم کو کامیاب فرمائے، مولوی محمد قاسم صاحب جیسی تمہاری خاطر کرتے ہیں مجھے بھی ان کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے، کسی اَمر میں خلاف مت کرنا اور زیادہ تشدّد مت کرنا، اور ایسے اُمور سے کہ عملہ اور حواشی وہاں کے تم سے ناراض ہوں ہرگز مت کرنا اور سب سے حلم و اخلاق کے ساتھ ...... ہے، اور تواضع ایسی صورت میں کہ سب خاطر کرتے ہیں بہت کرنا ایسی صورت میں نفس میں داعیہ عجب و تکبر پیدا ہوجاتا ہے اور کج خلقی آجاتی ہے، غرض اس سب کو محض فضل حق تعالیٰ کا جان کر تواضع اور حسن و اخلاق کے ساتھ رہنا واجب ہے، اور تشدّد کے ساتھ کوئی مسئلہ اور حکم نہ کہنا چاہئے بلکہ حلم و نرمی، فہمائش کے ساتھ خلوت میں بہت تواضع سے فقط، وہاں جانا بمشورہ بندہ ہوا ہے مستحسن ہے، پروا

(۱) مہر سے معلوم ہوا کہ یہ خط ۱۰ ر جولائی ۱۸۸۷ء کو رام پور سے لکھا گیا، اور ۱۲ ر جولائی کو گوالیار پہنچا۔

مت کرو اگرچہ وہ سب لوگ بھی تمہارے خیرخواہ ہیں، تعبیر خواب کی یہ ہے کہ اہلِ مدرسہ کو تمہاری رعایت اور خیرخواہی اور مروّت ہے اور تم سے کوئی ناراض نہیں فقط والسلام اپنے شاگرد کو بھی میری طرف سے دُعا سلام کہہ دیں، حافظ عبدالوہاب کل گنگوہ آئے ہیں، سلام کہتے ہیں، تمہارا حال ان سے کہہ دیا ہے فقط۔ جمعہ ۱۲ر شعبان

(۲)

برادرم محمد یٰسین سلّمہٗ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند۔

آج پوسٹ کارڈ آیا اور دو تین روز گزرے کہ عرضی سراج احمد کے ساتھ خط آیا تھا، درباب دیوبند آنے کے یہ مشورہ ہے کہ جب تک مولوی احمد حسین موقوف نہ ہوجاویں اس وقت تک وہ روزگارِ گوالیار ترک مت کرو مبادا ادھر سے بھی جاؤ اور یہاں بھی مطلب برآمد نہ ہو بہرحال جلدی مناسب نہیں، روزگار کا ملنا دُشوار ہے، یہ تم کو جو مل گیا غنیمت جانو، جس وقت احمد حسین برخاست ہوجاویں اور تم کو ان کی (بجائے) کرنے کا وعدہ پختہ ہوجاوے اس وقت وہاں سے ترک کرنا ورنہ نہیں فقط۔

در گوالیار محکمہ بندوبست رسیدہ بذریعہ
مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین روزنامچہ نویس سلّمہٗ برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد گنگوہی روز چہارشنبہ ۳ر ذی الحجہ (۱)

---

(۱) مہر سے معلوم ہوا کہ ۲۴ر اگست ۱۸۸۷ء کو گنگوہ سے لکھا گیا اور ۲۶ر اگست ۱۸۸۷ء کو گوالیار پہنچا۔

(۷)

عزیزم مولوی محمد یٰسین سلمہٗ بعد سلام مسنون۔

تمہارا خط آیا، چونکہ ڈیڑھ ماہ سے بخار وضعف رہا جواب میں دیر ہوگئی، اب افاقہ ہے، جواب لکھتا ہوں کہ تم مجھ کو یاد ہو اور تم میرے عزیز ہو کسی وجہ سے تم دِل میں ملال مت کرو، بُعدِ ظاہر کا اعتبار نہیں، قربِ دِلی کا اعتبار ہے، چونکہ تم کو محبت ہے قرب، بُعد یکساں ہے فقط کسی بزرگ کے مزار پر اگر کبھی چلے جایا کرو مضائقہ نہیں فقط اور تم ہر دَم رضامندیٔ حق تعالیٰ کا دِل میں خیال رکھو، کسی بشر کی رضا کا دھیان مت کرو دُنیا کے لوگوں کی رضا، عدمِ رضا کا کچھ اعتبار نہیں، دیکھو کہ کمشنر صاحب خود اپنے ماموں سے، بھائی سے ناراض ہیں، پھر تم تو نوکر ہو اپنے کام سے کام رکھو، اگر وہ ناراض ہوں خاموش رہو، جب تک مقدر ہے کچھ کوئی نہیں کرسکتا، "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" اسی پر نظر رکھو، تعویذ ملفوف ہے بازو پر یا گلو میں باندھ لینا، فقط۔ محمد ہاشم کو بھی دُعا پہنچے اور معین الدین اگر ہوں تو ان کو بھی سلام مسنون کہہ دیں، اب تندرست ہوں مگر ضعف ہے فقط و سلام۔

فخرالدین کا حال سن کر بہت تاسف ہوا، ایسے (ایسا) بے فکر کم فہم آدمی بھی کم ہوتا ہے اگر کسی وقت ہوسکے تو اس قدر کہہ دینا اگر مناسب ہو

کہ آپ کی اس حرکت کی خبر گنگوہ بھی ہوگئی ہے تم جانو فقط۔

در گوالیار در محکمہ کمشنر بندوبست بر مکان
مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست رسیدہ
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ برسد
مرسلہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ (۱)

(۸)

مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائید۔

آپ کا خط آیا حال معلوم ہوا، یہ سب تمہارا حسنِ ظن ہے اور محمد ہاشم کا خواب بھی اسی قسم کا ہے، ورنہ اس عاجز کو اپنی بھی خبر نہیں کسی کے معاملے سے کیا خبردار ہووے، یہ بے شک ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب خیر خواہ مسلمانوں کے ہیں، ان کے واسطے دُعا کروں گا سوائے اس کے نہ تصرف اور کچھ اختیار اور نہ کچھ خبر، حسب درخواست آپ کے ایک تعویذ ملفوف ہے، یہ ان کے بازو پر باندھ دیویں اور دُعا ان کی بہتری کی کرتا ہوں، پس اس کے سوا معذور ہوں، والسلام۔ اور جب حاجی (۲) صاحب خود ان کے معاون ہوں تو مجھ جیسوں کی کیا ضرورت ہے، مگر دُعا سے ہرگز دریغ نہیں اور سب کو سلام مسنون کہہ دیں اہلِ دیوبند بھی اور جو جو واقف اور جن صاحب کا خط تھا ان کو بھی سلام

(۱) مہر سے معلوم ہوا کہ ۱۰ر نومبر ۱۸۸۷ء کو گنگوہ سے لکھا گیا اور ۱۲ر نومبر کو گوالیار پہنچا۔
(۲) حضرت حاجی عابد حسین صاحب دیوبندی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

مسنون فرما دیویں۔

در محکمہ بندوبست گوالیار بر مکان کمشنر بندوبست رسیدہ
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب اہلمد سلّمہٗ برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ ۲۳؍ ربیع الاوّل (۱)

(۹)

برادرم مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ بعد سلام مسنون اینکہ تمہارا خط آیا، ماہِ شعبان میں مجھ کو آشوبِ چشم تھا مگر بیس روز کے بعد صحت ہوگئی تھی، چنانچہ شعبان ایام تعطیل کے تھے سبق بند ہوگیا تھا، اور مشیت علی کو میں نہیں جانتا کہ کون ہے، اس قدر خیال ہے کہ اس پر بوجہ میرے نام لینے کے اس قدر اعتماد نہ کریں کہ مآلِ کار کوئی نقصان ہوجاوے اور پچھتانا پڑے، اور سوائے اس کے کسی کے ساتھ احسان کرنا عمدہ اَمر ہے، اور مولوی شرف الحق صاحب یہاں نہیں ایک مدّت سے ان کے ہاتھ سے خط لکھوانا بھی غلط ہے، فقط بندہ دُعا اُمور کمشنر صاحب میں کرتا ہے کہ وہ خیر کے آدمی ہیں اور صاحبِ کشف نہیں ہوں جو براہِ کشف ان کی بابت بتلاؤں، البتہ دُعا کرنے والا ہوں، توقع ذاتِ حق تعالیٰ سے رکھتا ہوں کہ کام ان کا اچھا ہو کہ خیر خواہِ خلق ہیں، فقط والسلام۔ تم نے ایسے موٹے کاغذ پر خط لکھا کہ بیرنگ

---

(۱) مہر سے معلوم ہوا کہ ۹؍ دسمبر ۱۸۸۷ء کو یہ خط لکھا گیا اور ۱۲؍ دسمبر ۱۸۸۷ء کو گوالیار پہنچا۔

ہوگیا تھا اور ٹکٹ ضائع ہوا، مجھ کو ایک آنہ نہ دینا آیا اور محمد حنیف کا خط بھی بیرنگ ہوگیا ان کا کاغذ بھی موٹا گراں تھا کہ خواہ مخواہ ٹکٹ ضائع کرنا کیا ضرور ہے، باریک کاغذ پر خط لکھنا چاہئے اور محمد حنیف کو بھی یہی کہہ دینا، فقط سب کو سلام پہنچے۔

در گوالیار باغ جیکب آباد رسیدہ در محکمہ کمشنر بندوبست
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین اہلمد سلمہٗ برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ ۱۲ ارشوال

(۱۰)

از بندہ رشید احمد عفی عنہٗ مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند، آپ کا خط آیا حال دریافت ہوا، بندہ خیر خواہ ہے اور کمشنر صاحب کو اس بارے میں کہ خلقِ کثیر کو ان سے نفع ہے عزیز رکھتا ہوں، اور بوجہ اس ہی خیرِ خلق کے وہ اب تک طرح طرح کے بلیات سے محفوظ ہیں، اب بھی بندہ دُعائے خیر کرے گا اور پہلے بھی ان کے واسطے دُعا سے دریغ نہیں ہوا، آیتِ کریمہ: "لَآ اِلٰـــہَ اِلَّآ انـــــت ....." کا ختم وظیفہ ہونا چاہئے کہ تین سو بار یا زائد پڑھی جاوے اور تعویذ بھی ملفوف ہے، مگر ایک قضیہ کمشنر صاحب اور ان کے برادران کا جو حافظ انوارالحق سے ہو رہا ہے اچھا نہیں ہے، اس کی وجہ سے اندیشہ ہوتا ہے، آپ نے شعر بوستان کا پڑھا ہے کہ کسی بزرگ نے بادشاہ طالبِ دُعا کو جواب دیا تھا:

دُعا منت کے بود سودمند
پس چرخہ نفریں کناں پیر زن

بددُعائے مظلوم زیر دست کا حدیث میں بہت بڑا واقع آیا ہے، فقط والسلام سب کو میرا اسلام مسنون پہنچے۔

(۱۱)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ

بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند خط آیا حال دریافت ہوا، بندہ دُعا سے دریغ نہیں کرتا اور وظیفہ بھی محمد ہاشم کو لکھ دیا تھا۔

"حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" آپ بھی پڑھ لیا کریں، اس کی حدیث میں کوئی تعداد مقرر نہیں، جس قدر جس وقت ہوسکے پڑھو پڑھاؤ اور بندہ دُعا سے غافل نہیں، فقط والسلام اور سب کو سلام مسنون کہہ دیویں۔ مؤرخہ جمعہ ۱۴ ربیع الاوّل۔

مکرّر آنکہ میرے پاس جو کیفیات سالانہ مدرسہ کی آتی ہیں، بعض ان میں سے کم ہوگئی (ہوگئیں) کہ دیکھنے کو لے لیا پھر نہ لایا اور میں بھول گیا، اب منشی نذیر احمد سے کہہ کر یہ کیفیات مرقوم روانہ کردیویں۔

سالِ یکم سالِ دوم سالِ سوم سالِ چہارم
سالِ ہشتم سالِ دہم سالِ دوازدہم سالِ شانزدہم
سالِ بست سالِ پنجم فقط

(۱۲)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بعد سلام مسنون الاسلام

اینکہ آپ کے خط سے کیفیت معلوم ہوئی، آپ اسم "یا مغنی" ایک سو مرتبہ کسی وقتِ معین پر پڑھ لیا کریں، بندہ بھی دُعا کرتا ہے، حق تعالیٰ آپ کی کاربراری فرمائے، بندہ کے پاس کوئی نقش یا تعویذ اس قسم کا نہیں، مگر میں آپ کے واسطے دُعا کرتا ہوں، بخدمت مولوی محمد یٰسین صاحب بعد سلام مسنون الاسلام مضمون واحد بندہ بخیریت ہے، آنکھوں کے سوا اور کچھ شکایت نہیں، آنکھوں کا حال بدستور ہے، فقط والسلام۔

مؤرخہ ۱۷رصفر روز جمعہ

بمدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ برسد

مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ مؤرخہ ۱۷رصفر روز جمعہ

(۱۳)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون الاسلام۔

اینکہ آپ کے خط سے کیفیت معلوم ہوئی، بندہ آپ کی براریٔ مدعا کے واسطے دُعا کرتا ہے، حق تعالیٰ قبول فرماوے، بخدمت مولوی محمد یٰسین صاحب مضمون واحد،[1] فقط وسلام۔

---

(۱) یہ دونوں خط کسی اور صاحب کے نام تحریر ہوئے ہیں، اور چونکہ مضمون واحد ہے اور مولوی محمد یٰسین صاحبؒ کے پتے پر تحریر کیے گئے ہیں اس لئے ہم نے ان کو مولوی محمد یٰسین صاحبؒ کے خطوط میں ہی شامل کرلیا۔

مؤرخہ ۲۶ رصفر روز شنبہ
بمدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرّس برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ مؤرخہ ۲۶ رصفر روز شنبہ

(۱۴)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بخدمت مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ، بعد سلام مسنون الاسلام مطالعہ فرمایند بندہ آپ کے خط کا جواب روانہ کر چکا ہے، مگر بذریعہ سہارنپور روانہ کیا گیا تھا اس وجہ سے وصول میں تاخیر ہوئی ہوگی، میں آپ سے کسی طرح ناراض نہیں ہوں اور نہ مجھ سے اب تک کسی نے شکایت کی، آپ اطمینان سے مدرسہ کا کام انجام دیئے جائیں، فقط وسلام۔

مؤرخہ ۱۷ رجمادی الثانیہ روز سہ شنبہ

(۱۵)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے خط سے حال معلوم ہوا، بندہ آپ کے واسطے دُعا کرتا ہے، حسب المطلب آپ کے ایک تعویذ بھی مرسل ہے اس کو بازو پر باندھ لیں، حق تعالیٰ کارساز ہے، فقط وسلام۔

مؤرخہ ۱۷ رجمادی الثانیہ روز سہ شنبہ
بمدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور

بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ روانہ کردہ از گنگوہ ضلع سہارنپور

(۱۶)

از بندہ رشید احمد، بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائند

بندہ بحمدہٖ تعالیٰ بخیریت ہے، آپ کے خط سے کیفیت معلوم ہوئی، میں آپ کے لئے دُعائے خیر کرتا ہوں اور سب احباب کے واسطے، بندہ دُعا کرنے والا ہے، انسان کو چاہئے اپنے اُمورِ دُنیوی کو بھی آخرت کے واسطے جان کر کرے کہ اس سبب سے وہ بھی عبادت ہوجاتے ہیں، اور مولوی محمد قاسم صاحب سے میں نے بالکل انقطاع[1] کو نہیں کہا بلکہ جیسے آپ نے لکھا ہے ویسا ہی رکھیں کہ زائد ارتباط نہ ہو، باقی معاملے سے منہ نہ پھیریں ان کا لڑکا آپ کا شاگرد ہے اس سے مل لیا کریں، فقط والسلام۔

مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ
مؤرخہ ۲۶ رمحرّم ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء
مدرسہ عربی دیوبند
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرّس فارسی سلمہٗ

---

(۱) محمد قاسم صاحب کمشنر گوالیار سے ترکِ ملازمت کرکے دیوبند آ گئے، والد صاحبؒ غالبًا پہلے ہی آ کر مدرسہ میں مدرّس ہوچکے تھے، اس وقت حاجی عابد حسین صاحب سابق مہتمم اور حضرت گنگوہیؒ کے مابین دینی اُمور کی وجہ سے اختلاف ہوا، محمد قاسم صاحب، حاجی صاحب موصوف کے ساتھ لگے ہوئے تھے، والد صاحبؒ ارباب دارالعلوم کے ساتھ، اُس وقت یہ نصیحت والد صاحبؒ کو فرمائی گئی۔ ۱۲

(۱۷)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، برادرم مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ
بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند، آپ کا خط آیا حال دریافت ہوا،
جو کچھ حق تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے وہ ہو کر رہتا ہے، کوئی اپنا منہ خواہ مخواہ
سیاہ کرلیوے ورنہ بھلائی بُرائی سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے، جب
تک مدرسہ کا اجراء جس طرح منظورِ حق تعالیٰ کو ہے اس میں کوئی تبدیلی
و تغیر نہیں ہو سکتی، سو جو کچھ غوغا اہلِ شہر اور حاجی صاحبؒ[1] کی اعانت
سے ہے، اس کا کوئی شکوہ نہیں، رضائے حق تعالیٰ پر یہ رضا دینا ضروری
ہے، فقط والسلام۔

۲۲ر جنوری ۱۸۹۸ء ۱۳۱۶ھ

بندہ معہ اپنے عزیزوں کے تندرست ہے، مطمئن رہیں یہاں
بیماری بخار موسم کے سبب سے ہے اور جلد صحت ہو جاتی ہے، فقط
والسلام۔ سلام مسنون اپنی سب جماعت کو پہنچا دیویں، اگر تکلیف نہ
ہو، فقط۔

مؤرخہ ۱۳ر صفر ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء

(۱۸)

مکرمی بندہ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمکم اللہ تعالیٰ از
احقر حبیب الرحمٰن عفی عنہ[2]، بعد سلام عرض آنکہ

---

(۱) حاجی محمد عابد مہتمم دار العلوم دیوبند۔
(۲) یہ مولانا حبیب الرحمٰن دیوبندی، دار العلوم دیوبند کے مہتمم بھی رہے۔

نامۂ سامی پہنچا مشکور ہوا، آپ کا خط آج بعد مغرب حضرتِ اقدس مرشد عالم دامت برکاتہم[1] کی خدمت میں پیش کر کے خود اچھی طرح سے سنا دیا، حضرتِ اعلیٰ نے سن کر فرمایا: لکھ دو خوابِ اوّل کی تعبیر میں ہے تم لوگوں کو فائدہ پہنچنا ہے، حافظ لیاقت علی کو بھی فائدہ پہنچنا ہے مگر وہ ملازمت پٹوارگیری میں مبتلا ہیں یہ وجہ کمی کی ہو، دُوسری خوابوں کی تعبیر بھی یہ ہے کہ پاؤں کا دبانا تم لوگوں کے واسطے اچھا ہے، تیسری خواب کی نسبت فرمایا کہ: چونکہ ایامِ ملازمت میں بہت سے مسلمانوں کو ان سے نفع پہنچا ہے اس خواب میں اس کی طرف اشارہ ہے، اور اسی نفع رسانی کی وجہ سے وہ بہت بلاؤں سے بچ رہے، یہ بھی فرمایا تھا کہ خوابوں میں کچھ خیال کا بھی ملاؤ ہے، حافظ لیاقت علی صاحبؒ[2] کی خدمت میں بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط بھی حضرتِ اعلیٰ کو سنا دیا، فقط والسلام۔

از گنگوہ سہ شنبہ ۲۸ر شوال ۱۳۱۶ھ ۱۸۸۹ء

یہ دُوسرا پرچہ مولوی سراج الحق صاحب کے پاس جامع مسجد میں انہیں پہنچادیں، فقط۔

دیوبند مدرسہ عربیہ بملاحظہ مکرم مولوی محمد یٰسین صاحب

مدرّسِ فارسی سلمہم اللہ تعالیٰ

حبیب الرحمٰن عفی عنہ از گنگوہ شب شنبہ

---

(۱) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔

(۲) حافظ لیاقت علی صاحب، مولوی محمد یٰسین صاحبؒ کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔

(۱۹)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ، بعد سلام مسنون آنکہ خط آپ کا پہنچا، آپ کے حالات سے مسرور ہوا، حق تعالیٰ ترقی عطا فرماویں، قلب میں نورانیت کا معلوم ہونا، سرور و حزن کا ہونا یا قہقہہ وضحک یہ سب حالات اچھے ہیں، قہقہہ کو روکنا نہ چاہیے بلکہ اس کو اس کے حال پر چھوڑنا چاہیے، قلب میں انگارا سا معلوم ہونا بھی اچھا ہے، یہ انوارِ قلبی ہیں، داہنی جانب لطیفۂ رُوح ہے، یہ حرکت اس میں ہوتی ہے، جس وقت خیالات دُنیوی وقتِ ذکر آویں اُس وقت ذکر کو ازسرِ نو شروع کرنا چاہیے، اگر اس سے بھی دفع نہ ہوں تو پھر اُٹھ کر وضو کرلیا کریں، اور دفعہ (دفع) خیالات کے واسطے تصوّرِ شیخ میں بھی کچھ حرج نہیں، تعبیر خواب کی یہی ہے کہ آدمی کو راسخ العزیمت رہنا چاہیے، والسلام۔

از گنگوہ ۱۰ ارجمادی الثانیہ سہ شنبہ ۱۳۱۷ھ ۱۸۹۹ء دیوبند
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرّسِ فارسی سلّمہٗ
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ

(۲۰)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، بعد سلام مسنون آنکہ بندہ بحمدہٖ تعالیٰ معہ متعلقین بخیریت ہے، مژدۂ عافیت آپ کا

باعثِ طمانیت ہوا، میں ہرگز آپ سے ناخوش نہیں ہوں، اور نہ وہ کوئی اَمر ناخوشی تھا، معہٰذا آپ کی معذرت سے معاف ہوگیا تھا، اب اس کا ذکر کرنا فضول ہے، تنجینا[۱] کی اجازت پانسو مرتبہ کی شاہ عبدالغنی صاحب[۲] سے ہے اور نقشِ آسیب مرسل ہے، ملاقاتِ خضر کا عمل مجھے معلوم نہیں ہے۔

از بندہ محمد یحییٰ عفی عنہ[۳] بعد سلام مسنون میں
نے حسبِ ارشاد عریضہ سنادیا تھا، جو کچھ
جواب ارشاد ہوا، ارسال ہے، فقط وسلام۔

۹ر محرم ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء

(۲۱)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ بعد سلام مسنون آنکہ

بندہ بخیریت ہے، مژدۂ عافیت آپ کا باعث اطمینان ہوا، میں آپ کے جملہ مقاصد کے لئے دست بدعا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرماوے، آپ کے والد صاحب کے لئے بھی یہ دُعا کرتا ہوں کہ جس جگہ ان کے حق میں بہتری ہو وہاں ان کی صورت ہوجاوے، میرے خیال میں دیوبند سے ریاست میں تنخواہ زائد ہوگی،

---

(۱) دُرود تنجینا۔ (۲) حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ۔

(۳) مولانا محمد یحییٰ کاندہلوی والد مولانا محمد زکریا کاندہلویؒ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

فقط والسلام[1]۔از بندہ محمد یحییٰ عفی عنہ بعد سلام مسنون گزارش آنکہ گرامی نامے میں کوئی امر جواب طلب نہ تھا، نہ جناب کی طرف سے تقاضائے جواب طلب تھا، صرف بغرضِ اطمینان جواب ارسال ہے۔ مولوی محمد یٰسین صاحب بعد سلام مسنون مضمون مندرجہ پشت ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۲)

اللہ

مکرمی مولوی محمد یٰسین صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

از احقر حبیب الرحمٰن بعد سلام مسنون آنکہ آپ کا خط عرصہ ہوا آیا تھا، اسی روز حضرت دامت برکاتہم کو سنادیا تھا، اس وقت سن کر یہ فرمایا تھا کہ بعد میں جواب لکھوادیا جائے گا، بعد میں ایک دو دفعہ خط کو لے گیا مگر موقع نہ ملا، آج حاجی ابومحمد صاحب کے ہاتھ دُوسرا خط پہنچا، آج حضرتِ اعلیٰ سے عرض کیا، فرمایا: جواب لکھو، چنانچہ حضرت کی طرف سے حسب الارشاد لکھتا ہوں:-

"مجھے آپ کے واسطے کلمۃ الخیر کہنے سے کچھ بھی عذر نہیں مگر یہاں بیٹھے ہوئے کچھ وعدہ کروں تو ایفاء مشکل ہوگا، مگر رائے میری یہی ہے کہ آپ اپنے اسی موجودہ کام کو ایسے حسنِ اُسلوب سے کرتے

(۱) یہ مضمون کسی دُوسرے صاحب کے نام ہے، مگر مولوی محمد یٰسین صاحبؒ کے خط ہی میں شامل ہے۔

رہیں جس سے اہلِ مشورہ کو آپ کی سفارش اور قدردانی کا موقع ملے، دُعا بھی میں آپ کے واسطے کرتا ہوں، آپ مجھے دُعا سے نہ بھولیں، ظہر الغیب طرفین کی دُعا قبول ہوتی ہے، بخدمت حافظ لیاقت علی صاحب سلام مسنون فقط۔"

(۲۳)

از بندہ محمد یحییٰ عفی عنہ، بگرامی خدمت مولوی محمد یٰسین صاحب زادمجدہم

بعد سلام مسنون گزارش آنکہ عرصہ ہوا گرامی نامہ سامی مشعر استشارہ وسعی ترقی بمدرسی[1] عربی باعثِ اعزاز ہوا تھا، چنانچہ حضرت کی خدمت میں یہ الفاظ گزارش بھی کر دیا تھا مگر پھر یہ نہ معلوم ہوا کہ جواب فرمودہ حضرت مدظلہم العالی آپ تک پہنچا یا نہیں، حضرت نے فرمایا تھا کہ: رائے تو ٹھیک ہے، مگر مہتمم سے ملے بغیر کچھ کہہ نہیں سکتا، اب آپ وہاں اپنے طور پر اس کو منظور کرالیں تو بہتر ہے، اگر وہاں پاس ہوگیا تو حضرت کی طرف سے منظوری سمجھیں، فقط والسلام۔

---

(۱) یہ بات والد صاحبؒ کے شروع تذکرے میں آچکی ہے کہ دارالعلوم کے نصابِ درس مکمل کرنے کے فوراً بعد اتفاق سے ایک مدرسِ فارسی کی جگہ خالی تھی، گھر کی اشد ضرورت کے پیشِ نظر اس وقت اسی کو قبول کرلیا تھا، مگر علومِ عربیہ اکابر علماء سے پڑھے تھے، اس کا افسوس تھا کہ عربی درس کی خدمت کم ملی، اس بناء پر عربی مدرس کے لئے اس وقت کوشش فرمائی تھی۔ ۱۲

(۲۴)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، بعد سلام مسنون الاسلام مطالعہ فرمایند
بندہ بخیریت ہے، آپ کے خطوط سے کیفیت دریافت ہوئی، میں
جملہ مقاصد کے لئے دست بدعا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
قبول فرماوے، آمین۔ محمد قاسم کا خط یہاں بھی آیا ہے، مولوی ابوالقاسم
صاحب کے متعلق عرصے سے کوئی خبر نہیں ملی، محمد ہاشم اور احباب کی
کامیابی و مدعا براری کے لئے میں دست بدعا ہوں، فقط وسلام۔

از بندہ محمد یحییٰ السلام علیکم، مزاج شریف،
والا نامہ حرفاً حرفاً سنا دیا تھا، فہرستِ کتبِ
انعامیہ مرتب کرا کر بھجوا دیجئے، فقط وسلام۔
بمدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرسِ فارسی سلمہٗ
مرسلہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ
۱۶/ذی القعدہ ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۳ء

(۲۵)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، بعد سلام مسنون الاسلام مطالعہ فرمایند
بندہ بخیریت ہے، مژدۂ عافیت باعثِ اطمینان ہوا، میں دُعا گو
ہوں تمہارے لئے اور جملہ احباب کے لئے دُعائے خیر کرتا رہتا ہوں،

اللہ تعالیٰ پر اپنے سب کاموں میں نظر رکھا کرو وہ ہی سب کا کفیل و کارساز ہے، فقط والسلام۔

از بندہ محمد یحییٰ بخدمت مولوی محمد یٰسین صاحب و منشی امدادالحق صاحب و دیگر احباب سلام مسنون۔

۲۷ ذی القعدہ ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۳ء

(۲۶)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ بندہ آپ کی تحریر موافق دُعا کرتا ہے اور کوئی شے میرے اختیار میں نہیں ہے، علمِ غیب اللہ تعالیٰ کو ہے، میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے؟ البتہ دُعا میرا کام ہے سو میں دُعا کرتا ہوں، یہ مضمون محمد ہاشم سے بھی کہہ دیں، فقط والسلام۔

مؤرخہ ۱۱ ربیع الاوّل روز شنبہ
مدرسہ عربیہ دیوبند
مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ برسد
بندہ رشید احمد عفی عنہ ۱۱ ربیع الاوّل

(۲۷)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ عنایت فرمائے۔
بندہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ بعد سلام مسنون مطالعہ

فرمائید، آپ کا خط آیا حال دریافت ہوا، منشی محمد قاسم خاں[1] کے دو خط بندہ کے پاس بھی پہنچے، بخدا کہ ان کے واسطے دُعا کرتا ہوں اور ہرگز گاہے بددُعا ان کے واسطے نہیں کی کہ وہ نفع رسانِ خلق ہیں، اور جو اُمور متعلق حافظ انوارالحق سے ہیں، ان میں بھی ان کو یکسو جانتا ہوں، لہٰذا میری طرف سے کوئی وسوسہ دِل میں نہ لائیں اور دُعا گو تصور کریں، اگر میری دُعا میں اثر ہے تو بفضلہٖ وہ بری ہو جاویں گے، مگر غضب یہ ہے کہ ان کے برادر منشی منظور احمد مدرسہ وغیرہ اُمور میں ایسے مفسدہ میں شریک ہیں کہ جس کا انجام دین و دُنیا میں ان کے واسطے اچھا نہیں، اور بہبودی منشی محمد قاسم کی عین بہبودی منظور احمد ہے، یہ امر عاجز ان کی صفائی کا ہے تو قریب یقین کے ہے، مگر اس میں وہ بیچارہ معذور ہے کہ اس کی قدرت سے خارج ہے فقط، سب لوگوں کو وظیفہ صبح وشام کا تلقین کر دیویں جو حدیث کے وظائف ہیں، "سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ" صبح و بعد عصر اور کچھ دُرود شریف ظہر کے وقت اور اِستغفار سوتے وقت بس کافی ہے، اور سب کو میری طرف سے سلام مسنون کہہ دیویں۔

در مدرسہ عربیہ دیوبند
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرسِ فارسی سلمہٗ برسد
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ از گنگوہ
۱۱ر ذی الحجہ دوشنبہ

---

(۱) کمشنر بندوبست گوالیار۔

(۲۸)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، مولوی محمد یٰسین صاحب السلام علیکم
خط آیا حال معلوم ہوا تم "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کو بکثرت پڑھو اور حق تعالیٰ پر نظر رکھو اور مخالفتِ شرع سے بچو، سب فضل ہو جاوے گا۔ ایک تعویذ ملفوف ہے، اس کو اپنے ساتھ رکھنا، خواہ بازو پر خواہ گلے میں، فقط والسلام۔

در دیوبند
بمطالعہ مولوی محمد یٰسین
مرسلہ رشید احمد عفی عنہ

(۲۹)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بعد سلام مسنون آنکہ
آپ کا خط آیا، مرضِ زوجہ تمہاری سے ملال ہوا، حق تعالیٰ صحت دیوے، بندہ خود بھی رنجور ہے اس وقت بھی تکلیف ہے، اور دُور سے کیا نسخہ تجویز کروں معذور ہوں، مگر تعویذ ملفوف ہے گلے میں ڈال دینا اور سورۂ فاتحہ پانی یا عرق پر دَم کر کے پلاؤ، جس قدر پڑھ سکو کوئی تعداد مقرر نہیں، فقط وسلام۔ ایک پلندہ ہے وہ مولوی عبدالجلیل بنگالی کو دے دینا، فقط سب کو سلام پہنچے۔ ۶ر جمادی الاوّل

(۳۰)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون الاسلام مطالعہ فرمایند کہ بندہ بخیریت ہے، آپ کے خط سے کیفیت واضح ہوئی، مجھ سے آپ کی شکایت کسی نے نہیں کی، اور اگر کسی نے آپ کو یہ خبر دی ہے تو غلط ہے، اور اگر صرف آپ کا خیال ہے تو بھی دُرست نہیں، اور میں آپ سے ناراض بھی نہیں ہوں، آپ اپنا کام دیانت و محنت سے کرتے رہیں اور عوام (عام) لوگوں کی رضامندی و عدمِ رضامندی کے اُوپر مدار نہیں، البتہ کوئی کام جس سے مدرسہ والے ناراض ہوں یا وہ مدرسہ کے واسطے مضر ہو، نہ ہونا چاہیے، فقط والسلام اور احباب سے سلام مسنون کہہ دیویں۔

مؤرخہ ۸/ رجمادی الثانیہ روز یکشنبہ
بمدرسہ عربیہ دیوبند
مولوی محمد یٰسین صاحب مدرسِ فارسی سلّمہٗ
مؤرخہ ۸/ رجمادی الثانیہ
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ

(۳۱)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ

السلام علیکم! خط آیا، جواب یہ ہے کہ پاسِ انفاس میں ہمارا طریقہ یہ ہے کہ اندر اللہ اور باہر آتے نفس میں ”ہو“ ہووے، بعد وتر دو

رکعت قیاماً ثوابِ کامل اور قعوداً نصف ثواب مثل دیگر رکعات کے ہے، مالا بدؒ[1] کا لکھنا معتبر نہیں۔ جو مسافر چودہ روز کی نیت سے قیام کرے صلوٰۃ واجب اور اِفطار بھی رمضان میں اس کو مباح ہے کہ ہنوز مسافر ہے اور رُخصت کا اطلاق اس امر پر برابر ہے۔ ایسے انزال سے قصداً ہو یا بلاقصد کفارہ نہ آوے گا، قصداً میں فسادِ صوم کا ہوگا، قضا واجب ہووے گی، شرح ہدایہ[2] میں لکھا ہے۔ منظور احمد[3] ''یا باسط'' کو گیارہ سو بار پڑھا کریں، سب کو سلام مسنون کہہ دیویں، باقی خیریت ہے۔

مؤرخہ ۵؍رمضان پنجشنبہ

(۳۲)

از بندہ رشید احمد عفی عنہ، بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلّمہٗ

بعد سلام مسنون آنکہ خط آپ کا آیا، حال معلوم ہوا، کبھی کوئی شخص ایک حال پر نہیں رہتا، کبھی قبض، کبھی بسط سب کو رہتا ہے، آپ اپنا کام کئے جاویں، بندہ دُعا کرتا ہے انشاء اللہ پریشانیٔ قلب بھی جاتی رہے گی، محمد ہاشم کو داخلِ سلسلہ کرلیا ہے، فقط والسلام۔

دیوبند

بمطالعہ مولوی محمد یٰسین صاحب مدرّسِ فارسی

(۱) مالا بدمنہ تصنیف قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ۔

(۲) فقہ کی مشہور کتاب۔

(۳) میرے چچا، والد صاحبؒ کے چھوٹے بھائی۔

مدرسہ عربیہ دیوبند
مرسلہ بندہ رشید احمد عفی عنہ

(۴۳)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، بعد سلام مسنون آنکہ بندہ بخیریت ہے، آپ کے لئے بھی دست بدعا ہے، اللہ تعالیٰ جملہ امراض و آلام سے محفوظ رکھے، آپ کو معلوم ہے کہ مجھے عملیات سے نہ مناسبت ہے نہ واقفیت، البتہ دُعا سے مجھے دریغ نہیں ہے، آپ کی تسلی کے لئے توبہ و استغفار اور کثرتِ صدقات و خیرات مفید ہے، فقط والسلام۔ از کاتب الحروف سلام مسنون

(۴۴)

از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

بعد سلام آنکہ بندہ بخیریت ہے، آپ کے لئے دست بدعا ہے، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت بخشے، آپ کی اہلیہ کی حالت سے سخت تکلیف ہوئی، حق تعالیٰ ان کو صحت و عافیت بخشے، مجھے دُعائے خیر سے دریغ نہیں ہے، بہرحال دست بدعا ہوں، اور تعویذ بھی ارسال ہیں، فقط وسلام۔

از بندہ محمد یحییٰ عفی عنہ سلام مسنون
عنایت فرمائے بندہ مولوی محمد یٰسین صاحب سلمہٗ
مرسلہ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(۳۵)

از بندہ رشید احمد سلام مسنون آنکہ

جس کسی کو جو کچھ ملتا ہے مقدر سے ملتا ہے کہ کسی کی دُعا سے نہ اِلتجا سے، مگر تاہم یہ دُنیا عالمِ اسباب ہے، ہر چیز کے لئے اسباب وجود و موانع بھی ہیں۔

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دُوں
ایں خیال است و محال ست و جنوں

اوّل تو میں اس قابل نہیں ہوں اور اگر آپ کا ارادہ ایسا ہے تو اس کے لئے ظاہری سبب موافق اس کے جیسا پہلوں نے کیا ہے یہ ہے کہ آپ دو چار[1] سال کے لئے یہاں آ پڑیں، اگر مقدر میں ہوگا تو مل رہے گا، اور تعلقاتِ دُنیاوی میں سلوک البتہ دُشوار بلکہ ناممکن ہے، والسلام، اور میرے واقفوں کو سلام مسنون کہہ دیجئے گا۔

(۳۶)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں

(۱) والد صاحب چونکہ صاحبِ عیال تھے، جن کا گزارہ والد صاحبؒ کی تنخواہ پر تھا، اس کو چھوڑ کر چند سال گزارنا اختیار میں نہ تھا، اس لئے یہ نہ ہوسکا، اور عمر بھر اس پر افسوس کا اظہار فرماتے رہے۔۱۲

کہ جو شخص نکاحِ ثانی کو باوجود علم اس اَمر کے کہ یہ قرآن شریف سے ثابت اور حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے، عیب اور بے عزتی سمجھتا ہے اور اس کے کرنے والے کو بے غیرت اور کمینہ کہتا ہو، یا یوں کہتا ہو کہ ہم اس کو حق جانتے ہیں اور حضرت کی سنت سمجھتے ہیں مگر چونکہ ہماری قوم میں اس کا رواج نہیں اس واسطے ہم اس کو عار اور ننگ جانتے ہیں اور اس کے مرتکب کو حسبِ رواج اپنی قوم کے نام رکھتے ہیں اور کم ذات کہتے ہیں۔ اب ان دونوں صورتوں میں مطابق شرع شریف کے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ اس شخص کے ساتھ معاملہ رشتہ ناتہ کا کرنا یا شادی غمی میں اس کے شامل ہونا یا اس کے جنازے میں جنازے کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

حکم حق تعالیٰ کو پا کے طریقۂ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عیب یا موجب بے عزتی کا جانے یا اس کے کرنے والے کو بے غیرت کہے، وہ ملعون کافر ہے اور مخالف حق تعالیٰ کا اور جہنمی ہے اور مرتد ہے، اور باوجود اعتراف اس امر کے کہ یہ حکم حق تعالیٰ کا اور سنت ہے، اور پھر بھی اس کو اپنے رواج کے سبب ننگ و عار کا سبب جانتا ہے یہ زیادہ تر موجب اس کے کفر اور مخالفتِ حق تعالیٰ کا ہے، وہ شقی ملعون اپنے رواجِ کفر کو خدا تعالیٰ کے حکم سے اچھا جانتا ہے، پس ایسے شخص سے

ترکِ ملاقات و معاملات کرنا عینِ حق ہے، اور اس سے رشتہ رکھنا ہرگز جائز نہیں، بلکہ اس سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کو مبغوض ترین حق تعالیٰ کا جان کر اس کا دُشمن ہو جاوے، اور اس کے جنازے کی نماز ہرگز نہ پڑھے کہ وہ کافر ہے، کذا فی کتب الحدیث والفقہ والعقائد، واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی

(حضرت گنگوہیؒ کے جو مکاتیب میرے پاس محفوظ تھے، وہ تمام ہوئے۔)

والد صاحبؒ کے اساتذہ

دارالعلوم دیوبند کی تاریخ میں یہ جملہ بہت معروف ہے کہ دارالعلوم کی ابتداء دو ایسے بزرگوں سے ہوئی جن دونوں کا نام محمود تھا، اور دونوں قصبہ دیوبند کے باشندے تھے، ایک مُلاّ محمود صاحب دیوبندی جو بانیانِ دارالعلوم حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور قطبِ عالم حضرت گنگوہیؒ کی طرح حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے، اور دُوسرے محمود وہ بزرگ ہیں جو بعد میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے نام سے معروف ہوئے، مُلاّ محمود صاحبؒ اس دارالعلوم کے پہلے اُستاذ اور مولانا محمود الحسن (شیخ الہندؒ) پہلے شاگرد ہیں جنھوں نے موجودہ دارالعلوم کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد میں جو چھتہ کے نام سے معروف ہے اس میں ایک انار کے درخت کے نیچے

دارالعلوم کی تعلیم کا افتتاح کیا تھا، یہ بزرگ اُستاذ اور شاگرد دونوں والد صاحبؒ کے اساتذہ میں سے ہیں، کیونکہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ تعلیم سے فارغ ہوئے تو ان کے اساتذہ نے ان کو دارالعلوم میں درس وتدریس کی خدمت عطا فرمادی تھی۔

اس زمانے میں دارالعلوم کے صدر مدرّس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ تھے، اور معقولات کے بڑے اُستاذ مولانا سیّد احمد صاحب دہلویؒ تھے، یہ دونوں بزرگ بھی والد ماجدؒ کے اساتذہ میں سے ہیں، اور دارالعلوم کے مہتمم اس وقت حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو ایک صاحبِ کشف وکرامات بزرگ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے خلیفہ مجاز، یہ دارالعلوم کا قرنِ اوّل ہے جس میں سارے ہی اساتذہ علوم میں ماہر امام ہونے کے ساتھ اولیاء اللہ بھی تھے، والد ماجدؒ فرمایا کرتے تھے کہ: ہم نے دارالعلوم کا وہ وقت دیکھا ہے جس میں صدر سے لے کر ادنیٰ مدرّس تک اور مہتمم سے لے کر دربان اور چپڑاسی تک سب کے سب صاحبِ نسبت بزرگ اور اولیاء اللہ تھے، دارالعلوم اس زمانے میں دن کو دارالعلوم اور رات کو خانقاہ معلوم ہوتا تھا کہ اکثر حجروں سے آخرِ شب میں تلاوت اور ذکر کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور درحقیقت یہی اس دارالعلوم کا طغرائے امتیاز تھا جس نے اس کو دُنیا کے مدارس میں ممتاز بنایا تھا۔

دارالعلوم دیوبند کا قرنِ اوّل اس کے فرشتہ صفت اساتذہ اور

اربابِ انتظام میں ایک ایک فرد ایسا ہے کہ اس کی سیرت و سوانح پچھلے لوگوں کے لئے عملی اسباق ہیں، مگر نہ یہ مختصر رسالہ اس کا موضوع ہے، نہ اس بیماری اور آخری عمر کے ضعف و ناتوانی کے زمانے میں اس کا تحمل ہے، اس وقت مقصد صرف اتنا ہے کہ ان نمونۂ اسلاف اکابرؒ کے بعض حالات و مقالات جو اپنے والد ماجد سے سنے ہوئے اب تک یاد رہ گئے ہیں وہ کسی طرح قلم بند ہو جاویں، اسی کا یہ غیر مرتب سلسلہ ہے جو ذیل میں آرہا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ

والد صاحب کے اساتذہ میں سے احقر نے صرف حضرت شیخ الہندؒ کی زیارت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ ان کے درسِ بخاری کے شروع اور ختم میں شرکت کی بھی توفیق دی ہے، جس کا ذکر احقر نے اپنی کتاب "مجالس حکیم الأمتؒ" کے ابتداء میں کیا ہے۔ والد صاحبؒ نے حضرتؒ سے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، جن میں سے مُلّا حسن کا سبق حضرتؒ سے پڑھنا والد صاحبؒ سے سنا ہوا مجھے یاد ہے، جس زمانے میں والد صاحبؒ کے اسباق حضرتؒ سے متعلق تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ، حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں بکثرت حاضر ہوتے اور ان کی تلقین کے مطابق ذکر و شغل میں مشغول رہتے تھے۔

والد صاحبؒ نے فرمایا کہ: ہم عین درس کے وقت بھی حضرتؒ

کو ذکر اللہ میں مشغول محسوس کرتے تھے، مرشد کی تعلیم کے مطابق مدرسہ کا کوئی سبق ناغہ کرنا بہت شاق گزرتا تھا، اس لئے مدتوں یہ معمول رہا کہ جمعرات کی شام کو دارالعلوم کے اسباق سے فراغت کے بعد پاپیادہ گنگوہ کے لئے چلتے اور کبھی رات کے وقت گنگوہ پہنچ جاتے اور کبھی رات کسی جگہ راستے میں گزار کر صبح حضرتؒ کی خدمت میں جاتے، اور پھر گنگوہ میں عصر کی نماز حضرتِ مرشدؒ کے پیچھے پڑھ کر واپس روانہ ہوتے اور رات رات سفر کرکے صبح اپنے اسباق میں حاضری دیتے تھے، وجہ یہ تھی کہ حضرتِ مرشدؒ کو خود تعلیم اور اسباق کا بڑا اہتمام تھا۔

مُلاّ محمود صاحبؒ

قصبہ دیوبند کے باشندے نہایت سادہ اور متواضع بزرگ تھے، بانیانِ دارالعلوم حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی طرح علم حدیث آپؒ نے بھی حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ سے حاصل کیا تھا۔

والد صاحبؒ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مُلاّ محمود صاحبؒ نے فرمایا کہ: ابنِ ماجہ پر جو حاشیہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ کے نام سے چھپا ہوا ہے اس کا بڑا حصہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مجھ سے لکھوایا ہے، ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ طلباء نے اس پر تعجب کا اظہار کیا، وجہ یہ تھی کہ علم کے دعوے اور نام ونمود کی خواہش سے اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ

خصلت بزرگ کو ایسا پاک رکھا تھا کہ عام آدمی کو یہ پہچاننا بھی مشکل تھا کہ یہ کوئی بڑے عالم ہیں۔

اپنا گھریلو سودا سلف اور گوشت ترکاری خود بازار سے خرید کر لاتے اور گھر میں عام آدمیوں کی طرح زندگی گزارتے تھے، مگر علوم کے استحضار اور حفظ کا یہ عالم تھا کہ والد صاحبؒ کی ایک بڑی کتاب (منطق یا اُصولِ فقہ کی تھی جس کا نام اب یاد نہیں) وہ اتفاقاً درس سے رہ گئی تھی، اس کی فکر تھی کہ دورۂ حدیث شروع ہونے سے پہلے یہ کتاب پوری ہوجائے، والد صاحبؒ نے مُلّاً محمود صاحبؒ سے درخواست کی، مُلّاً صاحبؒ نے فرمایا کہ: اوقاتِ مدرسہ کے علاوہ بھی میرے تمام اوقات اسباق سے بھرے ہوئے ہیں، صرف ایک وقت ہے کہ جب میں گھر کا گوشت ترکاری لینے کے لئے بازار جاتا ہوں یہ وقت خالی گزرتا ہے، تم ساتھ ہوجاؤ تو اس وقفے میں سبق پڑھا دُوں گا۔ والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ: کتاب بڑی اور مشکل تھی جس کو دُوسرے علماء غور و مطالعے کے بعد بھی مشکل سے پڑھاسکتے تھے، مگر مُلّاً محمود صاحبؒ نے اسی طرح کچھ راستے میں، کچھ قصاب کی دُکان پر یہ تمام کتاب ہمیں اس طرح پڑھادی کہ کوئی مشکل ہی نظر نہ آئی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ

۔ حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کے رفیق

خاص، ہم سبق بھی تھے، اور ایک ہی مرشد حضرت حاجی امداداللہ صاحب قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز بھی، اس کے ساتھ ان سب بزرگوں کے اُستاذ زادے بھی تھے، کیونکہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے والد ماجد مولانا مملوک علی صاحبؒ دہلی میں اس مدرسہ کے بڑے مدرّس تھے جس میں ان سب بزرگوں نے تعلیم پائی تھی، اُستاذ زادے ہونے کی حیثیت سے یہ سب بزرگ ان کی تعظیم بھی کرتے تھے اور ہم سبقی اور رفاقت و دوستی کی بے تکلفی بھی تھی، ان بزرگوں میں جامع کمالات معروف تھے، علومِ عقلیہ نقلیہ میں تو مہارتِ تامہ تھی ہی، کھانا پکانے، کپڑا بننے اور سینے وغیرہ میں بھی کمال حاصل تھا، دارالعلوم کے قرنِ اوّل میں آپ اس کے صدر مدرّس تھے، والد محترمؒ کو اپنے اساتذہ میں سب سے زیادہ عقیدت و محبت موصوفؒ سے تھی، علاوہ اوقاتِ درس کے بھی خدمت میں حاضری دیتے تھے اور حضرتؒ بھی ان پر خاص شفقت فرماتے تھے، والد صاحبؒ ان کے حالات و مکاشفات وغیرہ بہت سنایا کرتے تھے، مگر افسوس ہے کہ اب ان کا اکثر حصہ یاد نہیں رہا، ان کے چند ارشادات اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

مجاہداتِ صوفیہ کی حقیقت

ایک روز والد صاحبؒ نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے دریافت کیا کہ: حضرت! پچھلے بزرگوں کے حالات میں یہ پڑھا

ہے کہ وہ گفتگو بہت کم کرتے تھے، بعض حضرات منہ میں کوئی چیز رکھ لیتے تھے کہ بولنے کے وقت ان کو لگالیا، تو ظاہر ہے کہ صرف ضروری بات ہی ہو سکے گی، مگر آج کل کے بزرگوں میں اس طرح کا اہتمام نہیں دیکھا جاتا۔ حضرت ممدوح نے بڑی شفقت سے فرمایا (والد صاحبؒ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، مولانا موصوفؒ نے اس کتاب کے ایک ورق کا ایک گوشہ موڑ دیا اور پھر والد صاحبؒ سے فرمایا) کہ: اس کو سیدھا کرو، والد صاحبؒ نے سیدھا کیا تو وہ پھر اُٹھ گیا سیدھا نہ رہا، پھر دوبارہ سیدھا کیا تو پھر بھی سیدھا نہ ہوا، تو اب حضرت ممدوح نے اپنے ہاتھ سے کاغذ کے اس گوشے کو مخالف جانب میں موڑ دیا اور پھر سیدھا کر دیا تو وہ اپنی جگہ بیٹھ گیا، یہ مثال دے کر فرمایا کہ: دیکھو! اصل مقصود ہمارا اس ورق کو سیدھا کرنا تھا، مگر اس کا سیدھا کرنا اس کے بغیر نہیں ہو رہا تھا کہ اس کو مخالف جانب میں موڑ دیا جائے تو یہ مخالف جانب موڑنا دراصل مقصود نہ تھا بلکہ مقصود کا ذریعہ تھا، جب مقصود حاصل ہوگیا تو پھر مخالف جانب میں موڑنے کی ضرورت نہ رہی، صوفیائے کرام کے مجاہدات ترکِ کلام وغیرہ میں یہ مبالغہ بھی بطور مجاہدہ اور علاج کے چند روزہ تھا، یہاں تک کہ جب فضول اور بیہودہ گفتگو سے بچنے کی عادت مکمل ہوگئی تو پھر مباح وکلام سے پرہیز نہیں رہا، اور یہی طریقہ اصل سنت کا ہے، بچوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے تکلف مشفقانہ گفتگو مستند احادیث سے ثابت ہے۔

کلمۂ حکمت

بروایت والد صاحبؒ، مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے فرمایا کہ:
جس طرح اطباء انسان کو غذا کے متعلق یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بالکل پیٹ بھر کر نہ کھائے بلکہ کچھ بھوک باقی ہو اس وقت چھوڑ دے، تو اس عمل سے اس کا ہاضمہ ہمیشہ دُرست رہے گا اور دُوسرے وقت بھوک پوری لگے گی، اسی طرح حکماءِ صوفیہ کی تلقین نفلی اعمال اور ذکر اللہ یا تلاوتِ قرآن میں بھی یہ ہے کہ ذکر و تلاوت کو بالکل تھکنے کے بعد نہ چھوڑے بلکہ جب تک کچھ رغبت پڑھنے کی باقی ہو اس وقت چھوڑ دے تو آگے پھر رغبت جلد عود کرے گی اور آگے عمل میں مدد ملے گی۔

پھر اس کی مثال اس کھیل سے دی جسے چکٹی یا چکڈری کہا جاتا ہے جس پر ڈور لپٹی ہوتی ہے اور چکٹی کو اس ڈور پر گھمایا چلایا جاتا ہے اور پھر واپس لایا جاتا ہے، جس کا راز اس میں ہے کہ ڈور پوری کھلنے سے پہلے اس کو واپس کر لیتے ہیں تو وہ فوراً واپس ہوجاتی ہے، اور اگر ڈور پوری کھل گئی تو پھر مشکل سے اور دیر تک حرکت دینے سے اُوپر چڑھتی ہے، یہ مثال دے کر فرمایا کہ: رغبت کو بالکل ختم کرکے عمل چھوڑنا ایسا ہی ہے جیسے چکٹی کی ساری ڈور کھول دی جائے۔

مریدین کی تربیت کا اہتمام

والد صاحبؒ زمانۂ طالب علمی ہی سے روزے بکثرت رکھا

کرتے تھے، ہر مہینے میں تین روزوں کے معمول کے علاوہ بھی خاص خاص ایام میں روزے رکھتے تھے، ایک مرتبہ والد صاحبؒ روزے سے تھے، بعد عصر حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں کوئی کھانے کی چیز آئی تو والد صاحبؒ نے روزہ کا عذر کردیا، حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ: ہاں! روزے رکھا کرو، ہم نے بھی بہت رکھے ہیں۔ یہ بظاہر نفلی عبادت کا اظہار تھا مگر حضرتؒ کا مقصد یہ تھا کہ طالبِ علم اور مرید کے ذہن میں یہ بات نہ آنے پائے کہ میں کچھ زیادہ عبادت کررہا ہوں جو ہمارے بڑے نہیں کرتے، اس کے اہتمام کے لئے اپنی روزہ داری کا اظہار فرمایا، سیّدی حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اس کو سن کر فرمایا کہ: اکابر صوفیہ نے ارشاد فرمایا ہے: "ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید" اس کا یہی مطلب ہے کہ کوئی شیخ اگر اپنے مریدوں کو دِکھلانے کے لئے کوئی عمل کرے، یہ اگرچہ بظاہر ریا ہے مگر چونکہ اس کی نیت مریدوں کو عمل کی تلقین کرنے کی ہوتی ہے، ان کے دِل میں اپنا اعتقاد بڑھانے کی نہیں ہوتی اس لئے یہ ظاہری ریا درحقیقت اخلاص ہی ہے۔

مولانا رفیع الدین صاحب مہتممؒ

آپؒ دارالعلوم کے دُوسرے مہتمم ہیں جن کو بانیٔ دارالعلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے عہدۂ اہتمام سپرد فرمایا تھا، آپؒ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ کے خلیفہ مجاز اور صاحبِ کشف و

کرامات ولی اللہ تھے، آپؒ کا زمانۂ اہتمام جو ۱۳۰۶ھ تک رہا، دارالعلوم کی تاریخ میں ظاہری اور باطنی برکات کا زمانہ معروف ہے، یہی زمانہ والد ماجدؒ کی طالب علمی کا زمانہ تھا۔

مولاناؒ کے اہتمام و انتظام کا ایک نمونہ

مولانا رفیع الدین صاحبؒ ایک درویش اور گوشہ نشین بزرگ تھے، لیکن جب دارالعلوم کا اہتمام آپؒ کے سپرد کیا تو ثابت ہوا کہ ہر چیز کے انتظام کی غیر معمولی صلاحیت اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ والد ماجدؒ نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے یہ محسوس کیا کہ حضرات مدرّسین دارالعلوم کے مقرّرہ وقت سے تاخیر کر کے کچھ بعد میں آتے ہیں، تو بجائے حاکمانہ محاسبہ کے عمل یہ کیا کہ روزانہ صبح کو دارالعلوم کا وقت شروع ہونے پر دارالعلوم کے دروازے میں ایک چارپائی ڈال کر اس پر بیٹھ جاتے اور جب کوئی مدرّس آتے تو سلام مصافحہ اور دریافت خیریت پر اکتفا فرماتے، زبان سے کچھ نہ کہتے کہ آپ دیر سے کیوں آئے ہیں؟ اس حکیمانہ سرزنش نے سبھی مدرّسین کو وقت کا پابند بنا دیا۔

صرف ایک مدرّس اس کے بعد بھی کچھ وقت گزار کر آتے تھے تو ایک روز ان کو اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ: مولانا! میں جانتا ہوں کہ آپ کے مشاغل بہت ہیں، ان کی وجہ سے دارالعلوم پہنچنے میں دیر

ہوجاتی ہے، ماشاء اللہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے، میں ایک بے کار آدمی ہوں خالی پڑا رہتا ہوں، آپ ایسا کریں کہ اپنے گھریلو کام مجھے بتلادیا کریں میں خود جاکر ان کو انجام دے دیا کروں گا تاکہ آپ کا وقت تعلیم کے لئے فارغ ہوجائے۔ اس کا نتیجہ لازمی یہی تھا کہ آئندہ وہ بھی پابند ہوگئے۔ سیّدی حضرت حکیم الاُمت تھانویؒ نے ایسا ہی ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ دارالعلوم میں کوئی بڑا جلسہ ہو رہا تھا، اطراف کے مہمان دارالعلوم میں آئے ہوئے تھے، میں اس وقت مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم دارالعلوم کے پاس کسی کام سے گیا تو دیکھا کہ وہ بالکل بے فکر اپنی جگہ پر تسبیح میں مشغول ہیں، میں نے عرض کیا کہ: ایسے حالات میں آپ کس طرح فارغ البال بیٹھے ہیں۔ تو فرمایا کہ: میاں! یہ تو کیا چیز اگر دُنیا کی سلطنت کا کام بھی ہوتا تو ان شاء اللہ اسی بے فکری سے انجام پاتا۔

مولاناؒ کا تقویٰ اور تواضع

والد صاحبؒ نے فرمایا کہ: حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کے یہاں ایک گائے پلی ہوئی تھی جس کا کام ایک خادم کے سپرد تھا، ایک روز اتفاقاً خادم کسی وجہ سے گائے کو مدرسہ کے صحن میں باندھ کر کسی کام چلا گیا، دیوبند کے باشندے کوئی صاحب اُدھر آنکلے، مولاناؒ کی گائے کو مدرسہ کے صحن میں دیکھا تو مولاناؒ سے شکایت کی کہ کیا

مدرسہ کا صحن آپ کی گائے پالنے کے لئے ہے؟ مولانا ؒ نے ان سے کوئی عذر بیان کرنے کے بجائے یہ گائے دارالعلوم ہی کو دے دی اور قصہ ختم کردیا۔ حالانکہ مولانا ؒ کا عذر بالکل واضح اور ظاہر تھا، مگر یہ حضرات اپنے نفس کی طرف مدافعت کا پہلو اختیار ہی نہ کرتے تھے۔

والد صاحبؒ نے فرمایا کہ: حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کو خواب میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بکثرت ہوتی تھی اور معاملاتِ دارالعلوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و اشارات پر عمل کرتے تھے، یہاں تک کہ دارالعلوم کی خاص ابتدائی عمارتوں کے نقشے بھی اسی اشارے پر بنائے گئے ہیں۔

والد صاحبؒ کی ملازمتِ دارالعلوم

مہتمم دارالعلوم کی خاص عنایت اور اساتذہ کی خاص شفقت سے اللہ تعالیٰ نے والد صاحبؒ کی تعلیم درسِ نظامی کی پوری تکمیل کرادی، دارالعلوم کے ذمہ داروں کو والد صاحبؒ پر شفقت بھی تھی اور ان کے گھریلو تنگ دستی کا بھی علم تھا، جب والد صاحبؒ فارغ التحصیل ہوئے تو اتفاقاً اس وقت دارالعلوم کے فارسی مدرّس کی جگہ خالی ہوئی جس کے نصاب میں عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھانا بھی شامل تھا، والد صاحبؒ کی تعلیم جن اکابر علماء سے ہوئی اس کا تقاضا یہ تھا کہ درسِ نظامی کی تعلیم میں کوئی اچھی جگہ ملتی، مگر ایسی کوئی جگہ اس وقت خالی نہ

تھی، گھر کی ضرورت سے مجبور ہو کر فارسی کی مدرّسی قبول فرمائی، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی طویل صحبت، پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ سے بیعت و استرشاد اور ان کی صحبت کے اثر سے اللہ تعالیٰ نے نام و نمود اور شہرت کی خواہشات سے بے نیاز کر دیا تھا، درجہ فارسی ہی میں تعلیم و تربیت کی خدمت ایسے اُسلوب سے انجام دیتے تھے کہ جو بچے ابتداء میں بالکل ناکارہ نااہل معلوم ہوتے تھے چند روز والد ماجدؒ کی صحبت میں رہ کر اچھے خاصے چلنے لگتے تھے، ان میں نیکی اور صلاحیت کے آثار محسوس ہونے لگتے تھے، والد صاحبؒ ان کی تعلیم و تربیت میں صرف مدرسہ کے مقررہ اوقات ہی نہیں بلکہ اپنے فارغ اوقات بھی بہت صَرف فرماتے تھے، احقر نے خود بھی درجہ فارسی و ریاضی کا پانچ سالہ نصاب فارسی اپنے والد ماجدؒ سے اور ریاضی، حساب، اقلیدس وغیرہ اپنے چچا منشی منظور احمد صاحب سے پڑھا ہے، اس کے ساتھ ہی عربی کی ابتدائی کتابیں میزان الصرف سے فصولِ اکبری تک اور ہدایۃ النحو منیۃ المصلی تک والد مرحوم ہی سے پڑھی ہیں۔

معمولات کی پابندی اور استقامت

معمولات پر دوام و استمرار اور ان کے اوقات کی پابندی سنت سے ثابت اور بزرگانِ سلف کی عادت رہی ہے، حضرت والد ماجد اپنے شیخ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ: ہم دُور بیٹھے

ہوئے یہ بتا سکتے تھے کہ حضرت اس وقت کس کام میں مشغول ہوں گے، کیونکہ ان کے اوقاتِ کار بندھے ہوئے تھے کبھی تخلّف نہ ہوا تھا۔ والد ماجدؒ کو بحمد اللہ یہی رنگ اپنے شیخ سے حاصل ہوا، عبادات اور ذکر و شغل کے جو معمولات اپنے شیخ سے سیکھے تھے تمام عمر پابندیٔ وقت کے ساتھ اُسی طرح ادا کرتے رہے، بچپن میں آخرِ شب میں ہماری آنکھ والد صاحبؒ کے گریہ و زاری کے ساتھ دُعا اور ذکرِ جہر سے کھلا کرتی تھی جو تہجد کے بعد ہمیشہ کا معمول تھا، یہ شب خیزی اور دُعائے سحری اس زمانے میں تقریباً عام تھی، جس کا آج کل قحط ہے بقول ؎

پیدا ہوں دِل جس کی فغانِ سحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہیں نایاب

صبح کی نماز کے بعد ہم نے والد صاحب کو سخت بیماری کے بغیر کبھی گھر میں نہیں دیکھا، ان کا یہ وقت نمازِ اشراق تک ہمیشہ مسجد میں گزرتا تھا، دوپہر کو مدرسہ کی خدمت سے فارغ ہو کر گھر میں دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد دوپہر کا قیلولہ گھر میں کبھی نہ کرتے، بلکہ مسجد کے حجرے میں جا کر کرتے تھے، تاکہ ظہر کی نماز باجماعت میں خلل نہ آئے، پوری عمر ہم نے اسی طرح دیکھا، آخر میں ضعف بہت ہوگیا اور دوپہر کی دُھوپ اور لُو کے وقت گھر سے جانے میں تکلیف بہت ہونے لگی تو عزیزوں کے اصرار پر گھر میں آرام کرنا شروع کیا، مگر ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں پہنچنا لازمی تھا۔ جماعت کی پابندی کا

اہتمام حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے سبھی مریدین میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے، والد صاحب بھی اپنے شیخ کی تعلیم و تلقین کے مطابق بہت ہی اہتمام فرماتے تھے، تیز بارش میں کبھی مسجد کی جماعت نہ چھوٹتی تھی، عشاء اور صبح کی نماز کے لئے اندھیرے میں جانا ہوتا، گھر سے مسجد تک راستہ بھی پختہ نہیں تھا، بارش میں بہت کیچڑ ہوجاتا تھا، مگر وہ ایسی حالت میں ایک ہاتھ میں چھتری ایک میں لالٹین لئے ہوئے مسجد پہنچتے تھے، جس وقت احقر درسِ نظامی سے فارغ ہوکر دارالعلوم میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیتا تھا، ایک روز صبح کی نماز کے وقت بارش بہت تھی، میری ہمت مسجد میں جانے کی نہ ہوئی، شرعی رُخصت سمجھ کر گھر میں نماز پڑھ لی، مگر والد صاحب اسی حالت میں مسجد میں پہنچے، وہاں اتفاقاً مؤذن کے سوا کوئی تیسرا آدمی نہ تھا، دونوں نے جماعت کی اور پھر گھر میں واپس تشریف لائے تو مجھے ملامت کی اور فرمانے لگے کہ: ماشاء اللہ آپ تو عالم ہوگئے رُخصت کی حدیث سنادوگے، مگر یہ تو بتلاؤ کہ علماء بھی اگر رُخصتیں ہی تلاش کرنے لگیں تو عزیمت پر عمل کون کرے گا؟ یہ مسجدیں تو ویران ہوجائیں گی۔

عبادات اور ذکر و شغل کے معمولات کی پابندی تو عبادت کی حیثیت سے کی جاتی تھی مگر طبعی حاجات کھانے پینے، سونے جاگنے اور دُوسرے کاموں کے بھی اوقات ایسے بندھے ہوئے تھے کہ ان کے خلاف بہت ہی شاذ و نادر ہوتا ہوگا، احقر نے اپنے شیخ حضرت حکیم

الاُمت قدس سرہٗ کو بھی معمولات کا ایسا ہی پابند پایا ہے۔ حضرتؒ کے متعلق سب متعلقین اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے یہ صحیح علم رکھتے تھے کہ حضرتؒ اس وقت کس کام میں مشغول ہوں گے؟ درحقیقت نظامِ اوقات کی پابندی بڑی برکت کی چیز ہے، اس سے کام بہت ہوجاتا ہے اور انسان کوئی تکان بھی محسوس نہیں کرتا۔ سیّدی حضرت حکیم الاُمتؒ کا معمول ہمیشہ سے یہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد حفظِ صحت کے لئے جنگل کی طرف نکل جاتے تھے اور چلنے کی خاص حد تقریباً تین میل مقرر تھے جس کو روزانہ پورا کیا جاتا تھا، اسی وقت میں ایک منزل قرآنِ پاک کی تلاوت کا معمول تھا جو بلاناغہ اسی وقت میں پورا ہوتا تھا، آخر عمر میں ضعف کے سبب یہ معمول بدل کر عصر کی نماز کے بعد شہر سے باہر تشریف لے جانے کا معمول تھا، جس میں اکثر احقر اور دُوسرے حضرات بھی ساتھ ہوجایا کرتے تھے، اس میں بھی ہمیشہ جو حد مقرر تھی وہاں تک پہنچ کر لوٹنے کا معمول تھا، ایک روز راستہ جنگل سے آنے والے مویشیوں نے گھیرا ہوا تھا تو راستہ بدل کر اتنی ہی مسافت دُوسری طرف سے طے فرمائی، جس کا یہ معاملہ عاداتِ طبعیہ میں ہو، عبادات میں ان کی پابندی کا کیا حال ہوگا، اسی سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

آج کل کے نوجوانوں میں وقت کی بے برکتی کا بڑا سبب نظامِ اوقات کی پابندی نہ کرنا ہے، اس لئے تربیت کرنے والے والدین اور اساتذہ کو چاہئے کہ طالب علموں کو اوّل ہی سے نظامِ اوقات کی پابندی

کی عادت ڈالیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب سے میری تعلیم کی ابتداء ہوئی تھی اسی وقت سے علاوہ اوقاتِ مدرسہ کے والد صاحبؒ کی تاکید تھی کہ مغرب سے عشاء تک اپنا پڑھا ہوا سبق یاد کروں، تعلیمِ قرآن کے زمانے سے درسِ نظامی کی تکمیل تک اس معمول میں کبھی فرق نہیں آنے دیا، صرف جمعرات کی شام کو چھٹی ہوتی تھی، ہفتے میں یہی ایک رات ہمیں ایسی ملتی تھی کہ بچوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع ملتا تھا، جس کی ہم بڑی خوشی منایا کرتے تھے، محلے اور عزیزوں کے بچے اس رات میں جمع ہوکر عشاء تک کھیلتے تھے۔

ایک پابندی ہم پر یہ بھی تھی کہ اپنے محلے سے باہر کہیں نہ جائیں، اور محلے میں بھی صرف ایک چوک جو اپنے خاندان کے مکانات سے گھرا ہوا تھا، وہ ہمارے کھیل کی جگہ مقرر تھی، اس سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور یہاں بھی صرف ان بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت تھی جو ہماری طرح پڑھنے میں مشغول ہوں، عام بچوں کے ساتھ کھیلنے کی بھی اجازت نہ تھی، اس وقت یہ پابندیاں بڑی سخت معلوم ہوتی تھیں مگر اب ان کی برکات کا مشاہدہ ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ والد مرحوم کی قبر کو نور و رحمت سے سیراب فرمائیں، اور آج کل تو یہ مصیبت عام ہوگئی کہ اولاد کی عملی تربیت کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دیتا وہ خراب صحبتوں میں رہ کر بُری عادات میں پختہ ہوجاتے ہیں، اس وقت

کی تنبیہ کارگر نہیں ہوتی۔ (یومِ عاشورہ ۱۱ محرم ۱۳۹۴ھ)

معاشی نظم و انتظام

والد مرحوم کو حق تعالیٰ نے اس میں بھی خصوصیت عطا فرمائی تھی، خرچ کا انتظام آمدنی کے مطابق رکھنے اور تھوڑی چیز میں گزارہ کرلینے کا خاص سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ والد صاحبؒ کی طالب علمی کا زمانہ تو بہت ہی تنگ دستی بلکہ فقر و فاقہ میں گزرا تھا، بعد میں جب دارالعلوم میں مدرّس ہوگئے اور کچھ مشاہرہ ملنے لگا تو وہ صورت نہیں رہی، لیکن تنخواہ عیال کے خرچ کے لئے کافی نہ تھی، مگر اس میں بھی والد صاحبؒ کا حسنِ انتظام ہی تھا کہ شروع مہینے میں جب تنخواہ ہاتھ میں آئے کچھ زیادہ وسعت خرچ میں ہو رہی ہو اور آخر میں کچھ تنگی ہو رہی ہو، بلکہ مہینے کی ابتدائی اور آخری تاریخیں ہمیشہ خرچ کے اعتبار سے یکساں رہتی تھیں، اسی لئے باوجود کسی قدر تنگی کے کبھی پریشانی یا کسی سے قرض اور اُدھار مانگنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ والد صاحبؒ کی قلیل تنخواہ کے باوجود ہم نے بحمداللہ کبھی معاشی پریشانی نہیں دیکھی، تنخواہ گزارے کے لئے ناکافی ہونے کے باوجود اسی میں جس طرح ضروریات کا انتظام فرماتے اسی طرح اس کا بھی التزام تھا کہ کچھ رقم خواہ چند پیسے ہی ہوں وہ بچا کر رکھتے تھے کہ گھر میں کوئی بیماری یا ہنگامی خرچ آجائے تو وقت پر کسی سے مانگنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

زمین اور باغ میں کچھ حصے رہ گئے تھے جن کی تھوڑی سی آمدنی تھی، اس کا مد الگ خاص خاص ضروریات کے لئے مقرر تھا، وہ اسی مد پر خرچ ہوتی تھی جس میں مہمان داری اور عزیزان کی خبرگیری شامل تھی۔

ایک متقی درویش کا حسنِ انتظام

حضرت والد صاحبؒ سے بارہا یہ واقعہ سنا کہ دیوبند میں ایک متقی بزرگ تھے، کچھ زیادہ لکھے پڑھے نہ تھے مگر حلال روزی اور تقویٰ کا بڑا اہتمام تھا، اسی لئے اپنی معاش کی صورت یہ اختیار کر رکھی تھی کہ جنگل سے گھاس کھود کر لاتے اور بازار میں فروخت کر کے اس سے گزارہ کرتے تھے، کیونکہ جنگل کی خود رو گھاس براہِ راست خداداد حلال رزق ہے، کسی انسان کا اس میں واسطہ نہیں، اس میں بھی اُصول یہ بنایا ہوا تھا کہ صرف اتنی گھاس روزانہ لاتے تھے جو بازار میں آسانی کے ساتھ چھ پیسے میں فروخت ہوجائے، نہ اس سے کم لاتے نہ زیادہ، اور یہ کام جتنی دیر میں ہوتا اس کے علاوہ تمام اوقات عبادت اور ذکر اللہ میں گزارتے تھے۔

گھاس کی فروخت کے معاملے میں بھی یہ اُصول بنایا ہوا تھا کہ نہ چھ پیسے سے کم میں دیتے نہ زیادہ میں، کوئی زیادہ دینا بھی چاہتا تو نہ لیتے تھے، سب لوگ ان کی بزرگی کی وجہ سے احترام کرتے تھے۔

والد صاحبؒ سے یہ واقعہ بھی سنا کہ ایک روز دیوبند کے تحصیل دار

کا ایک چپڑاسی ان کو بلا کر لے گیا کہ تحصیل دار صاحب کے ہاں گھاس لے چلو، وہ چلے گئے، مگر چپڑاسی نے چھ پیسے کے بجائے ان کو چار پیسے دیئے، انہوں نے کہا کہ: میری گھاس تو چھ پیسے کی ہے، اُس نے ڈانٹ دیا، یہ بے چارے صبر کر کے واپس چلے آئے، مگر ہوا یہ کہ جوں ہی گھوڑے نے گھاس کو منہ لگایا اچانک اس کے درد شدید شروع ہوا اور گر کر تڑپنے لگا، تحصیل دار صاحب نے مویشی کے ڈاکٹر بلائے، کچھ نہ ہوا، پھر کچھ لوگوں نے تحصیل دار صاحب کو سمجھایا کہ یہ گھاس والے جن کی گھاس آپ کے یہاں دو پیسے کم کر کے رکھ لی گئی ہے، خدارسیدہ بزرگ ہیں، ان پر ظلم کا یہ نتیجہ ہے، آپ ان کو راضی کرلیں تو گھوڑا اچھا ہوگا، اسی وقت نوکر دوڑے اور ان گھاس والے بزرگ کو بلا لائے، تحصیل دار نے معذرت کر کے ان کو دو پیسے کے بجائے دو روپیہ دینا چاہا، مگر اس بزرگ نے کہا کہ: میرے تو صرف دو پیسے ہیں، وہ دے دیجئے، زیادہ کی نہ مجھے ضرورت ہے، نہ میں لوں گا۔ مجبور ہوکر دو پیسے دیئے گئے، وہ رُخصت ہوئے اور گھوڑا اچھا خاصا ہوکر کھڑا ہوگیا۔

یہ چھ پیسے جو اس متقی بزرگ کی روزانہ کی آمدنی تھی، اب اس کے خرچ کا انتظام سنیئے! وہ اپنی اس آمدنی میں سے چار پیسے روزانہ تو اپنے کھانے پینے اور دُوسری ضروریات کے لئے رکھتے تھے، باقی ماندہ دو پیسے میں سے ایک پیسہ روزانہ اپنی شادی شدہ لڑکی کے لئے اور ایک پیسہ علماء و صلحاء کی دعوت کے لئے رکھتے، جب دس بارہ پیسے ان دونوں

مدوں میں جمع ہوجاتے تو لڑکی کا حق اس کو جا کر دے آتے اور علماء کی دعوت کے پیسے دارالعلوم دیوبند کے اکابر مولانا محمد یعقوب صاحبؒ صدر مدرس، مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم اور چند بزرگوں کے لئے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے حوالے کرتے تھے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اور سب حضرات ان کے حلال پیسوں کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کے دیئے ہوئے پیسوں سے جس قدر کھانا پک سکتا بڑے اہتمام سے پکاتے اور سب مل کر تھوڑا تھوڑا بڑی قدر کے ساتھ کھاتے تھے، کھانا پکانے کا انتظام حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ اپنے ہاتھ سے کرتے تھے کیونکہ اللہ نے ان کو جامع کمالات بنایا تھا، کھانا پکانے کا فن بھی خوب آتا تھا۔

جس روز یہ حضرات اس بزرگ کی دعوت کھاتے تو تمام شب عبادت میں گزارنے کے جذبات سب میں پیدا ہوتے تھے، یہ حضرات منتظر رہتے تھے کہ کب ان کی دعوت کا موقع نصیب ہو، حلال کھانے کو حلاوتِ عبادت حاصل ہونے میں بڑا دخل ہے۔ جتنا کسی کا رزق حلال پاک صاف ہوگا اتنا ہی اس کو ذوقِ عبادت زیادہ نصیب ہوگا، غور کیجئے کہ ایک درویش اپنی چھ پیسے کی آمدنی میں سے کس طرح ایک تہائی آمدنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تھا، جس نے کسی غریب آدمی کے لئے یہ عذر نہیں چھوڑا کہ ہم غریب ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کہاں سے کریں، کیونکہ غریب اپنی غربت کے مطابق خرچ کرسکتا ہے۔

حضرت والد صاحبؒ اس کا واقعہ نقل کر کے فرمایا کرتے تھے کہ معاشی پریشانی کی جڑ خرچ کرنے میں بدنظمی ہے، نظم سے خرچ کیا جائے تو تھوڑے پیسوں میں بہت کام نکل جاتے ہیں۔

یاد آیا کہ سیّدی حضرت حکیم الأمت تھانویؒ نے میرٹھ کے رئیس الٰہی بخش صاحب کے متعلق فرمایا کہ حکیمانہ دماغ رکھتے تھے، اور ان کا یہ قول نقل فرمایا کہ: معاشی پریشانی سے بچنا چاہو تو اپنے اخراجات کم کرو، خصوصاً فضول خرچ سے بچو، مگر عام طور پر لوگوں کا یہ حال ہے کہ خرچ گھٹانے کی تو فکر نہیں کرتے، آمدنی بڑھانے کی فکر میں دن رات کھپے رہتے ہیں، حالانکہ خرچ میں کمی کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے، آمدنی کا بڑھانا اس کے اختیار میں نہیں۔ حضرت والد صاحبؒ نے بھی آمد و خرچ کے مدات مقرر کر رکھے تھے، ایک مد کی رقم دوسری مد میں خرچ نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: اس کی پابندی سے سب کام ہوجاتے ہیں، تکلیف نہیں ہوتی۔ (۱۲ محرم ۱۳۹۴ھ چارشنبہ)

والد صاحبؒ کو حق تعالیٰ نے انتظام کا خاص سلیقہ عطا فرمایا تھا، افسوس ہے کہ مجھ سے اس کی پوری نقل تو نہ ہوسکی، مگر اس کا جتنا حصہ بھی میں نے اختیار کیا اس کی برکت تھی کہ ابتدائی زمانے کی قلیل تنخواہ میں بھی بحمداللہ کبھی پریشانی پیش نہیں آئی۔

عمر بھر میں دو تین مرتبہ کے علاوہ کبھی کسی کا مقروض نہیں رہا، اور جب کبھی قرض ہوگیا تو اس کی فکر بہت ہوئی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے

مدد فرما کر جلد ہی قرض سے سبکدوش فرمادیا، یہ سب والد ماجد کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا، اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، آمین۔

عملیاتِ مجرّبہ

میرے جدِّ امجد خلیفہ محمد تحسین علی اور ان کے چھوٹے بھائی خلیفہ بشیر احمد صاحب دیوبند میں بڑے عامل مشہور تھے اور عملیات کے ذریعے خلقِ خدا کی مفت خدمت انجام دیتے تھے۔ والد ماجدؒ کو بھی ان عملیات سے مناسبت تھی جو کچھ ان کو اپنے خاندان سے حاصل ہوئی اور کچھ دُوسرے بزرگوں سے، اتفاقاً میری طبیعت کو کبھی ان عملیات سے مناسبت نہیں ہوئی، صرف اذکارِ مسنونہ ہی ہر کام میں بطورِ علاج بھی پڑھتا ہوں۔

اس لئے ان عملیات کو باقاعدہ سیکھنے کا کبھی اہتمام نہیں کیا، البتہ والد ماجدؒ کی قلمی بیاض میں بہت سے عملیات لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے انتخاب کر کے چند اعمالِ مجرّبہ بغرضِ فائدۂ عوام نقل کرتا ہوں، اس میں کچھ دُوسرے بزرگوں سے حاصل شدہ عملیات بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔

بلاء و مصیبت سے نجات کے لئے

"لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ" ستر مرتبہ اور "یَا سَلَامُ" سو (۱۰۰) مرتبہ پڑھے۔

وسعتِ رزق اور ادائے قرض کے لئے

بعد نمازِ عشاء کسی متعین جگہ تنہا بیٹھ کر اسم "یَا وَھَّابُ" چودہ سو چودہ (۱۴۱۴) مرتبہ اور اس کے بعد سو (۱۰۰) مرتبہ یہ دُعا پڑھے:-

یَا وَھَّابُ ھَبْ لِیْ مِنْ نِعْمَۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ.

بعض بزرگوں نے اس عمل کو کیمیائے درویشاں فرمایا ہے، بہت مجرب ہے۔

دیگر برائے کشائشِ رزق

سورۃ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ" پوری، صبح کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ اور اتنی ہی مرتبہ دُرود شریف، پھر نمازِ ظہر کے بعد ۲۲ مرتبہ یہ سورۃ اور ۲۲ ہی مرتبہ دُرود شریف، پھر عصر کے بعد ۲۳ مرتبہ یہ سورۃ، ۲۳ مرتبہ دُرود شریف، پھر مغرب کے بعد چوبیس مرتبہ، اور عشاء کے بعد پچیس مرتبہ یہی معمول پورا کریں۔

عمل برائے دفعِ سحر

عطیہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آیاتِ ذیل کو سات کنوؤں کا پانی جمع کر کے اس پر گیارہ مرتبہ پڑھا جائے، اور سات کنوؤں کا پانی جمع کرنا مشکل ہو تو ایک سہی، تازہ

پانی پر پڑھ لیں۔ اس پانی سے مریض کو غسل دیا جائے گیارہ روز تک یہ عمل بلاناغہ کریں، آیاتِ سحر یہ ہیں:۔

سورۂ یونس کی دو آیتیں نمبر ۸۱، ۸۲:۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ. وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ.

سورۂ اعراف کی پانچ آیات از ۱۱۸ تا ۱۲۲:۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ. فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ. وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ. قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ.

ایک آیت سورۂ طٰہٰ کی ۶۹:۔

اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَّلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰی.

وساوس کا علاج

خاتم (نقش) امام غزالی، تانبے یا پیتل یا رانگ کی تختی پر لکھ کر اس کے گرد آیۃ الکرسی اور یہ آیت لکھیں:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ.

اس تختی کو صبح نہار منہ پانی سے دھوکر تین روز تک پئیں، پانی زمزم کا ہو تو بہتر ہے، خاتم غزالی یہ ہے:۔

د	ط	ب
ج	٥	ز
ح	ا	و

دیگر برائے قطعِ وساوس

یہ دُعا روزانہ کسی وقت پڑھا کرے:۔

يَا اَللّٰهُ الرَّقِيْبُ الْحَفِيْظُ الرَّحِيْمُ يَا اَللّٰهُ الْحَيُّ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الرَّءُوْفُ الْكَرِيْمُ يَا اَللّٰهُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ حُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَدُوِّيْ.

آیات الشفاء برائے ہر مرض

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ. وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ. وَيَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ. قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ.

ان آیات کو پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیں یا لکھ کر گلے میں ڈال دیں۔

نمازِ قضائے حاجات وحلِ مشکلات

چار رکعت کی نیت کر کے نماز شروع کرے، پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد "لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اَنْـتَ سُبْـحٰنَکَ اِنِّـیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ." سومرتبہ پڑھ کر رکعت پوری کرے، دُوسری رکعت میں الحمد کے بعد "اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" سومرتبہ پڑھ کر رکعت پوری کرے، تیسری رکعت میں الحمد کے بعد سو مرتبہ "اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ." پڑھے، چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد سومرتبہ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" پڑھ کر نماز پوری کرے، بعد نماز کے سجدے میں سر رکھ کر سومرتبہ "اَنِّـیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" پڑھے، پھر اپنی حاجت وضرورت کے لئے دُعا مانگے۔

دیگر عطیہ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ

چار رکعت نفل پڑھ کر "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ" تین سو ساٹھ ۳۶۰ مرتبہ اور اوّل آخر سات سات ربیع پڑھنے کے بعد سجدے میں سر رکھ کر بالحاح وزاری مقصد کے لئے دُعا کریں۔

برائے تسخیر و حاجت براری

"کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ" اس طرح پڑھے کہ کٓھٰیٰعٓصٓ کے ہر حرف پر داہنے ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرتا چلا جائے۔

پھر "حٰمٓ عٓسٓقٓ حُمِیْتُ" کو اسی طرح پڑھے، حٰمٓ عٓسٓقٓ کے ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرنا ہے، پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں بند رکھے، جس شخص سے حاجت متعلق ہو اس کے سامنے جا کر اُنگلیاں کھول دے۔

ظالم دُشمن کے شر سے نجات حاصل کرنے کے لئے

دن رات میں کوئی فارغ وقت مقرر کر کے سورۂ "لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ" اکیس مرتبہ پڑھ کر اُنگشتِ شہادت سے اس کے قلب کی طرف ضرب کا اشارہ کرے، یہ عمل ایک جلسے میں تین مرتبہ کر کے اُٹھ جائے، اگلے روز اسی وقت پھر یہی عمل کرے، چند روز تک مسلسل یہ عمل کرتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ دُشمن مغلوب ہوگا اور اس کے ظلم سے نجات حاصل ہوگی۔ یہ عمل والد صاحب کو حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری معروف حکیم نابینا دہلوی سے حاصل ہوا، اور لکھا ہے کہ مجرب ہے۔

برائے تسخیر، عطیہ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ

"یَا عَزِیْزُ" کی کثرت کرے، کوئی تعداد مقرر نہیں، شوہر کے

لئے، حاکم کے لئے بہت آزمودہ ہے۔

برائے اصلاح بین الزوجین

آیت: "وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا. وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا" کو سات مرتبہ کسی کھانے پر پڑھ کر جس کو کھلایا جائے ان دونوں میں محبت واتفاق ہو جائے گا۔

دفع متلی وقے واضطرارِ قلب

مندرجہ ذیل کلمات زبان سے کہے انشاء اللہ تکلیف دُور ہو جائے گی: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے عبداللہ کے، عبداللہ بیٹے ہاشم کے، ہاشم بیٹے عبدالمناف کے۔

نقش برائے مقہوری اعداء

عطیہ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ، زعفران سے لکھ کر بازو پر باندھا جائے:-

ق	ا	ھ	د
ھ	د	ق	ا
د	ھ	ا	ق
ا	ق	ھ	د

وسعتِ رزق کے لئے

صبح کی نماز کے بعد ستّر مرتبہ یہ آیت پڑھے:-
اَللّٰہُ لَطِیۡفٌ بِعِبَادِہٖ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ وَھُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ. (الشوریٰ:۱۹)

تمام حوائج ومصائب کے لئے

۳۴۱ مرتبہ "حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ" ہر روز صبح کی نماز کے بعد پابندی سے پڑھے، عملِ حضرت حاجی صاحب مہاجرِ مکی قدس سرہٗ بروایت مولانا پھولپوریؒ۔

حفاظتِ حمل از اُمّ الصبیان

سورۃ "وَالشَّمۡسِ وَضُحٰھَا" اکتالیس مرتبہ، ہر مرتبہ مع درود شریف وبسم اللّٰہ کے پڑھے، اور اجوائن وسیاہ مرچ دَم کر کے اور چند دانے اجوائن کے اور دو تین دانے سیاہ مرچ کے حاملہ کو کھلائے جائیں، اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی بچے کا دُودھ چھوٹنے تک یہ سلسلہ جاری رکھے۔ (از ملفوظات حکیم الاُمتؒ)

برائے اصلاح بین الزوجین

آیت: ”وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ“ سات سو مرتبہ پڑھ کر شیرینی پر دم کریں، جس کو کھلائیں ان کے درمیان محبت و اتفاق ہوجائے گا۔

برائے گمشدہ یا گریختہ

سورۃ ”والضحیٰ“ تمام ایک کاغذ پر لکھ کر اس کے چاروں گوشوں پر خلفائے راشدینؓ کے نام لکھے، اس تعویذ کو چرخہ پر باندھ کر اُلٹا پھرائے، اس طرح اکیس مرتبہ اُلٹا پھرائے اور اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھے۔

ایضاً ”یَا حَفِیْظُ“ ایک سو نوے مرتبہ پڑھے، اس کے بعد ”یٰبُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ“ بھی ایک سو نوے مرتبہ پڑھے۔

ایضاً یہ دُعا بکثرت پڑھا کرے: ”اَللّٰھُمَّ رَآدَّ الضَّالَّۃِ وَھَادِیَ الضَّلَالَۃِ اَنْتَ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ۔“

نقش برائے ہر مرض

حضرت گنگوہی و مولانا رفیع الدین صاحبؒ

ے ++ ۱۱۱۱ ھ،

۱۱۱۵

۱	۱۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۲	۱۳
۶	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۵	۱۰

یہ نقش لکھ کر مریض کے گلے میں باندھیں۔

برائے منظوری درخواست وعرضی

لکھی ہوئی درخواست پر بغیر روشنائی کے خالی اُنگلی سے یہ کلمات لکھے: "بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وعد الصابرین نصرًا ومن توکل علیه یُسرًا، کَلَّا اِنَّ کتٰبَ الابرار لفی علّیّین۔"

برائے اِختلاجِ قلب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ. لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِھَا لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ. وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ.

یہ آیات کاغذ پر لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ تعویذ قلب پر رہے، یا کرتہ وغیرہ میں اس جگہ ٹانکہ لگالیں۔

برائے حاجت براری از حکام

آیت: "سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ" کو چند بار پڑھ کر اُنگشتِ شہادت پر دَم کریں، پھر سر کے بالوں سے پیشانی پر پرہ بینی تک اس اُنگلی سے خط کھینچ کر جس کے سامنے جائے انشاء اللہ وہ اس کی حاجت پوری کرے گا۔

برائے تحصیلِ علم وامتحانِ طلبہ

"یَا عَلِيْمُ تَعَلَّمْتُ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمُ فِیْ عِلْمِکَ يَا عَلِيْمُ" اس دُعا کو صبح کی نماز کے بعد ۲۵ مرتبہ، باقی نمازوں کے بعد تین تین مرتبہ پڑھا کریں۔

ایضاً بعد نمازِ صبح سو مرتبہ آیتِ کریمہ:-

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ.

پابندی سے پڑھا کریں۔

برائے کشائشِ رزق از حضرت گنگوہیؒ

کوئی وقت معین کر کے ہر روز اسی وقت گیارہ سو مرتبہ "یَا بَاسِطُ" پابندی سے پڑھا کرے۔

ایضاً برائے رزق وغنا ظاہری و باطنی
از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ

سورۂ مزمل گیارہ مرتبہ روزانہ ایک معین وقت میں یا ہر نماز کے بعد دو مرتبہ اور عشاء کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے، اور گیارہ سو مرتبہ "یا مُغنِی"۔

برائے دفعِ شرِ اعداء

بعد مغرب اکتالیس مرتبہ "لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ" پڑھا کریں، اور حضرت گنگوہیؒ سے منقول ہے کہ دفعِ شرِ اعداء کے لئے "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" بکثرت پڑھے، کوئی تعداد معین نہیں۔

قوّتِ حافظہ اور دفعِ نسیان کے لئے

تفسیر ابنِ کثیر آیۃ الکرسی ج:۱ص:۲۰۸ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آیۃ الکرسی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر زعفران سے لکھ کر چاٹنا اور سات مرتبہ لکھ لکھ کر چاٹنے کا عمل کرنا نافع ومفید ہے۔

برائے اولاد

جس شخص کے اولاد نہ ہوئی ہو، چالیس روز تک دو بیضہ مرغ کے ہر روز پانی میں اُبال کر چھلکا اُتار کر ایک بیضہ پر یہ آیت لکھے:
"وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ" یہ بیضہ مرد کو کھلایا جائے، اور

دوسرے بیضہ پر یہ آیت لکھے: "وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ" یہ بیضہ عورت کو کھلایا جائے، چالیس روز یہ عمل مسلسل کیا جائے۔

حمل اور بار آور درخت کے پھل کی حفاظت

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا. (فاطر:۴۱)

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (الانعام:۱۳)

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا. (الکہف:۲۵)

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ.

زہر خوردہ کا علاج

جس شخص نے کوئی زہر کھالیا ہو اس کو مندرجہ ذیل نقش اور آیت لکھ کر پانی میں گھول کر پلادیں، انشاء اللہ زہر اثر نہ کرے گا، نقش یہ ہے:۔

طہ	طہ	طہ	طہ
طہ	طہ	طہ	طہ
طہ	طہ	طہ	طہ
طہ	طہ	طہ	طہ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا.

برائے شے گم شدہ

جس وقت گم ہونے کی خبر ملے فوراً بلا تاخیر "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" گیارہ مرتبہ پڑھ لے، انشاء اللہ گم شدہ چیز مل جائے گی، مجرب ہے۔

برائے دفعِ آسیب از مکان

تین روز تک سورۂ بقرہ پوری ختم کی جائے انشاء اللہ آسیب دفع ہو جائے گا۔

نیند میں بڑبڑانے کا علاج

اسمائے الٰہیہ میں سے یہ چودہ نام لکھ کر گلے میں باندھ لے، خواب اور نیند میں بکواس اور بڑبڑانے کی عادت چھوٹ جائے گی، وہ نام یہ ہیں: "الغفار، الوهاب، القهار، الفتاح، القدوس، الرحمٰن، الرحيم، الشهيد، الصمد، الملک، العظيم، الکريم، الأکرم."

اولادِ نرینہ کے لئے

جس عورت کے لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں، لڑکا نہ ہو، جب حمل تین مہینہ کا ہو جائے تو اس وقت یہ آیت کاغذ پر لکھ کر موم جامہ کر کے پیٹ

کی بائیں جانب باندھے، انشاء اللہ اولاد نرینہ ہوگی، آیت یہ ہے:-

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا.

جو بچہ ماں کا دودھ نہ پیئے اس کا علاج

یہ آیت لکھ کر اس کے گلے میں باندھیں:-

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

برائے درد نیم سر

یہ کلمات لکھ کر سر پر باندھے جاویں: "كٓهٰيٰعٓصٓ. ذِكْرُ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ."

برائے دفعِ آسیب

اجازت از حضرت گنگوہیؒ، نقشِ ذیل کو کاغذ پر لکھ کر کچھ دیر تک مریض کو دِکھلاتے رہیں، اس کے بعد گلے میں ڈال دیں:-

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

برائے قضائے حاجت ومہمات

"یَا بَدِیعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ" بارہ سو مرتبہ، بارہ روز تک پڑھے۔

کشائشِ رزق کے لئے

طلوعِ صبح صادق کے بعد نمازِ فجر سے پہلے سو مرتبہ پڑھے:

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"۔

برائے دفعِ وسواس

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" بکثرت پڑھا کرے، منقول از حضرت گنگوہی قدس سرہٗ۔

نیز موت اور حشر ونشر کا تصور ومراقبہ بھی قطعِ وسواس کے لئے مجرب ہے، ارشاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ۔

سگِ دیوانہ کے کاٹنے کا علاج

آیت: "اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا وَّاَكِیْدُ كَیْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا" کو روٹی کے اوپر لکھ کر مریض کو کھلا دیں، اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھیں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

مقدمہ میں فتح اور دشمنوں سے حفاظت کے لئے

حضرت گنگوہی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ: "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" بکثرت پڑھنا مجرّب ہے، اس کا ورد بنائے رکھے جتنا زیادہ پڑھ سکے بہتر ہے۔

مہم عظیم کے لئے عملِ مجرّب

سورۂ یٰسین مہینے کے پہلے یکشنبہ کے روز بعد نمازِ صبح طلوعِ آفتاب سے پہلے اس طرح پڑھے کہ جب اس سورت میں پہلے کلمہ "مبین" پر پہنچے تو پھر ازسرِنو سورت شروع کرے، اور جب دُوسرے "مبین" پر پہنچے تو پھر ازسرِنو پڑھے، پھر جب تیسرے "مبین" پر پہنچے تو ازسرِنو شروع کرے، اس سورت میں سات مرتبہ لفظ "مبین" آیا ہے، اس طرح سات مرتبہ یہ سورت پڑھی جائے اور عمل کو طلوعِ آفتاب سے پہلے ختم کیا جائے، کم از کم سات روز یہ عمل بلاناغہ جاری رکھے۔

(اجازت از حکیم عبدالوہاب انصاری)

دُودھ دینے والے جانور کو نظرِ بد لگنے کا علاج

جو جانور نظرِ بد لگنے سے دُودھ دینا بند یا کم کردے اس کے لئے گوندھا ہوا آٹا خمیر کرکے اس میں نمک ڈال کر آیتِ ذیل اس پر دَم کرکے جانور کو کھلائیں، انشاء اللہ نظرِ بد دُور ہوگی، آیات یہ ہیں:-

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ.

(از حکیم عبدالوہاب انصاری)

برائے انعقادِ حمل

جس عورت کو حمل نہ ٹھہرتا ہو، یہ نقش لکھ کر اس کی ران پر باندھا جائے:-

عمہ	عمہ	عمہ	عمہ
وا	وا	وا	وا
۹	۹	۹	۹
۷	۷	۷	۷

برائے اولادِ نرینہ

جب حمل پر تین ماہ گزر جائیں تو ہرن کی جھلی پر مشک و زعفران و گلاب سے یہ آیتیں لکھیں اور اس کو عورت کے گلے یا بازو وغیرہ پر باندھیں:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ. عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ. اِنَّا نُبَشِّرُكَ

بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا.
بحق یحیٰی ومریم وعیسٰی اعطنا ابنًا صالحًا
طویل العمر بحق سیّدنا محمد صلی اللّٰہ علیہ
واٰلہٖ واصحابہٖ.

کشائشِ رزق کے لئے

صبح کی سنت اور فرض کے درمیان سو مرتبہ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" کا پڑھنا مجرب ہے۔

بچے کے غیر معمولی رونے کا علاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ.
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ
لِلرَّحْمٰنِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ
عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ.

برائے ادائے قرض

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ
بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

ہر روز ستر مرتبہ پڑھا کرے۔

برائے درد ہر قسم

درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر گیارہ سو مرتبہ یہ دُعا پڑھے:۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔

بچھو کاٹنے کا علاج

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا۔

درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ دُعا تین مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور ہاتھ ہٹالیں، پھر اسی طرح چند بار کریں۔

آسیب یا سحر وغیرہ کے معلوم کرنے کا طریقہ

نیلا دھاگا سوت کا سات بار مریض کے قد کے برابر لے کر اس پر سات مرتبہ یہ آیت قبل از مغرب پڑھے:۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۔

یہ نیلا ڈورا رات کو مریض کے سرہانے یا تکیے کے نیچے رکھا جائے، صبح پھر ناپا جائے اگر بڑھ جائے تو آسیب کی علامت، گھٹ جائے تو سحر کی، اور برابر رہے تو عام مرض۔

برائے ہر مہم و حاجت

"يَا بَدِيْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ" بارہ سو مرتبہ بارہ روز

تک پڑھے۔

نظرِ بد کا دفعیہ

جس انسان یا جانور یا درخت، کھیت وغیرہ کو کسی کی نظرِ بد لگی ہو اس پر تین مرتبہ پڑھے:۔

مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اطلاع

والد صاحبؒ کی بیاضِ عملیات خاصی طویل ہے، احقر نے اس میں سے صرف ایسے اعمال کا انتخاب اس جگہ نقل کیا ہے جو عوام کے لئے آسان اور بے خطر ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ.

عملیات از شمس المعارف تصنیف شیخ احمد بن علی البونی
(متوفی ۶۲۲ ھ)

دشمنوں کے شر اور تمام آفات و بلیات سے حفاظت اور حلِ مشکلات کا مجرّب علاج

شمس المعارف (جلد:۲ صفحہ:۱۴) میں اس عمل کے فوائد حسبِ ذیل بیان کئے ہیں:-

ولنختم هذا الفصل بذكر غريب ووِرد عجيب لا يناجي الله به عبد الا عتق، ولا اسير الا انطلق، ولا خائف الا أمن، ولا فقير الا استغنى، ولا ذليل الا اعز، وفيه معنى بديع لقمع الجبارين وقطع دابر الظّلمين والمفسدين، ومن كتبه وحمله ذل له كل جبار عنيد وشيطان مريد، ولا يراه احد الا احبه، ومن اكثر من ذكره احياه الله قلبه بنور المعارف وحفظه في اهله وماله وعياله ونفسه وكفاه شر ما يخاف، ولا يذكره ملك الا اتسع ملكه ونفذت كلمته، وفيه اسم الله الأعظم ومن ذكره بين يدى جبار وقت غضبه سكن، ومن

سأل الله به حاجته اعطاه ما سأل، فافهم، التوحيد بهذا السر المكنون واستغن به عن كثير من الأذكار التصريفية في مثل هٰذا النوع والدخول عليه يعرفه ارباب البصائر وذكرها الاسم الجامع لأكابر المولهين وحي قيوم لأرباب البدايات ولو اراد الانسان ان يفصح عن اسرار هٰذا الياقوت الباهر والسر الزاهر من جهة اسراره العديدة وأثاره الحرفية واسمائه النورانية واوضاعه الوفقية لا ستوعب من ذالک عشرة وينبغي للملوک والأمراء والأكابر والصلحاء وافاضل العلماء وحذاق الحكماء التوجه به في الأولى من يوم الجمعة او يوم الأحد او يوم عرفة او يوم العيدين او يوم عاشورا او ليلة النصف من شعبان او ليلة ۲۷ رمضان او في عزة كل شهر او يالي جميع الدهر تظفر بخيرى الدنيا والأخرة والسعادة العظمٰى وهٰذا هو الورد المبارک:—

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم، اللّٰهم صل على سيدنا محمد وعلى الهٖ وصحبهٖ وسلم، كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم في العالمين انک حميد مجيد.

لا الٰه الا انت سبحٰنک انی كنت من الظلمين. ۱۳۶ مرتبہ پڑھے۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل، حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم. ۷ مرتبہ پڑھے۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم. ۳ مرتبہ پڑھے۔

سلٰم قولا من رب رحیم. ۱۹ مرتبہ پڑھے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم. ۱۹ مرتبہ پڑھے۔

اللھم یا ودود. ۳ مرتبہ پڑھے۔

یا ذی العرش المجید یا مبدی یا معید یا فعال لما یرید اسئلک بنور وجھک الذی ملأ ارکان عرشک وبقدرتک التی قدرت بھا علی جمیع خلقک وبرحمتک التی وسعت کل شیء لا الٰہ الا انت یا غیاث المستغیثین اغثنی. ۱۳ مرتبہ پڑھے۔

اللھم یا علی یا عظیم یا ولی یا علیم یا حنان یا منان یا رحیم یا رحمٰن یا جلیل یا عطوف یا کریم یا رءوف اسئلک باسمک المخزون ان تفیض علی من فیض جمالک الاقدس وکمالک الانفس سرًا نورانیًا واسماء ربانیًا حتی اتصرف فی النفوس والأرواح والمھج والاشباح بمھیجات المحبۃ وھیجان المودۃ یا من یفرج عن المکروبین یا انیس المستوحشین اللھم انی اسئلک بسر الالف المعطوف

الذی هو مبدأ الحروف یا وهاب یا نافع یا تواب. اللهم انی اسئلک شرقا یوصلنی الیک ونورا یدلنی علیک وتلقنی بالروح والریحان وفرحتی بالأمن منک والرضوان یا باسط یا واحد یا ماجد. ۳ مرتبہ پڑھیں۔

ربی لا شریک له ولا اشرک به شیئا اللهم من ارادنی بسوء او ضر او شر فاقمع رأسه واعقل لسانه والجم فاه واحبس کیده وحل بینی وبینه.

یا دائم یا حمید یا مجیب یا مجید بحرمة محمد صلی الله علیه وسلم. ۹ مرتبہ پڑھے۔

اللهم انی اسئلک بالسر الجامع والنور الساطع ان تهبنی فرقانا منک تشرح به صدری وترفع به قدری انت وجهتی وجاهی والیک المرجع والتناهی تجبر الکسیر وترحم الفقیر لا اله الا الله الحلیم العظیم، لا اله الا الله رب العرش العظیم، لا اله الا الله رب السموٰت والأرض ورب العرش الکریم، اللهم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزارئیل وابراهیم واسماعیل واسحاق ویعقوب عافنی واعف عنی ولا تسلط علی احدا من خلقک یا الله بشیء لا طاقة لی به، یا سمیع الدعاء یا مجیب النداء فسیکفیکهم الله وهو السمیع العلیم، توکلت علی الحی الذی لا یموت

والحمد لله الذی لم یتخذ ولدًا ولم یکن له شریک فی الملک وکبره تکبیرا. الله اکبر. ۳ مرتبہ پڑھے۔

اللهم انی اعوذ بک مما اخاف واحذر واعوذ بالله الذی لا اله الا هو ممسک السماء ان تقع علی الأرض الا باذنه، من کل جبار عنید وشیطان مرید اللهم انی اسئلک امانا من الفقر وامانا من الرد وامانا من الذم وامانا من الهم وامانا من الغم وامانا من الذل وامانا من الجهل وامانا من الفتن وامانا من الخسف وامانا من الرجف، اللهم احسن عاقبتنا فی الأمور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الأخرة، اللهم انی اسئلک بمحمد السید الکامل الفاتح الخاتم نور انوار المعارف وسر اسرار العوارف وصفوة الخلق وسر علمک ومراۃ ذاتک ومشهد صفاتک واسئلک بنور وجهک وبساط رحمتک وبالسبعة والثمانیة واسرارها المتصلة منک. یا الله. ۳ مرتبہ پڑھے۔

یا احد یا صمد یا حی یا قیوم ان تهبنی من علمک عقلا ومن حیاتک روحا ومن ارادتک حکما ومن قدرتک فعلا ومن کلماتک لسانا ومن سمعک فهما ومن بصرک کشفا ومن احاطتک قیاما وامنحنی منک بک سرا تخضع له اعناق المتکبرین وتنقاد الیه نفوس الجبارین فلک الحمد

یا رب علی کل بداية ولک الشكر على كل نهاية انک انت الغنى الحميد. اللهم اعنى على فراش رحمتک بمنّک واحرسنی بحارس حفظک وصونک وردّنی بدواء الهيبة واجلسنى على سرير العظمة متوجا بتاج البهاء واضرب على سر اوقات الحفظ وانشر على لواء العز ويسر لى الرزق واملأ باطنى خشية ورحمة وظاهرى عظمة وهيبة وملكنى ناصية كل جبار عنيد وشيطان مريد واعصمنى من الخطا والزلل وايدنى فى القول والعمل، اللهم انى اسئلک بک وبما اشتملت عليه ذاتک مما لا يعلمه احد سواک ان تصلى على سيّدنا محمد الذات المحمدية واللطيفة الأحمدية شمس سماء الاسرار ومظهر الأنوار وقطب فلک الجمال ومركز مدار الجلال، اللهم انى اسئلک بسيره لديک وبسيره اليک ان تؤمن خوفى وتقيل عثرتى واذهب حرصى وحزنى وكمل نقصى وخذنى اليک وارزقنى القناعة ولا تجعلنى مفتونا بنفسى محجوبا بحسى واكشف لى عن كل سر مكتوم يا حى يا قيوم واكفنى بلطف ترتاح اليه ارواح الأولياء وتنبسط له نفوس السعداء فلک المجد الأوسع والملک الأجمع، اللهم انى اسئلک بكل اسم سبق فى علمک انک لا تمنع من السؤال به طالبا ولا ترد

من سأل به خائبا اسئلک ان تقضی حاجتی فیما ارید وان تصحبنی بحسن العاقبة انک تعلم ما ارید ولک مقالید الأمور وانت علی کل شیء قدیر، اللهم انی اسئلک واتوسل الیک بسم الله الرحمن الرحیم ان تفیض علی من ملابس انوارک ما یردعنی ابصار الأعداء خاسئة وایدیهم خاسرة وان تکسونی فی کل احاول بهجة منک ترتاح الیها ارواح المدرکین وتشخص لها ابصار الناظرین وتسیر بها اسرار العارفین انک انت علام الغیوب ومعلمها وکاشف الأسرار ومنهمها، فلک الحمد والمدح وبیدک الخیر والفتح، اللهم صل علی أنبیائک والمرسلین وملئکتک المقربین واولیائک الصالحین وعلی اهل طاعتک اجمعین وبلغهم سلامنا وتحیتنا وبلغنا شفاعتهم بسؤالنا وامنیتنا، اللهم انی صرفت رجائی الی وجهک الکریم واحسنت ظنی فی عفوک العظیم فارحمنی وارحم والدی واغفر لی وللمسلمین ولا تصرف رجائی عن وجهک خائبا ولا تجعل حسن ظنی فی عفوک کاذبا، اللهم کیف نصدر عن بابک بخیبة وقد امرتنا بدعائک یا ارحم الراحمین، اللهم انی اسئلک ان ترحمنی اذا انقضی اجلی وانقطع عملی ولبست کفنی وفارقت سکنی یا رب الأرباب یا مسبب الأسباب یا

معتق الرقاب ویا کاشف العذاب مسنی الضر وانت ارحم الراحمین، بسم اللہ الشافی، بسم اللہ الکافی، بسم اللہ المعافی، الٓمٓ، الٓمٓرٰ، کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ، طٰسٓمٓ، طٰسٓ، حٰمٓ، قٓ، نٓ، فاللہ خیر حافظًا وھو ارحم الراحمین.

اس کے بعد "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔

یَا لَطِیْفُ. ۱۲۹ مرتبہ پڑھے۔

یَا کَافِیُ. ۱۱۱ مرتبہ پڑھے۔

یَا حَلِیْمُ. ۷۷ مرتبہ پڑھے۔

یَا مُجِیْبُ. ۵۵ مرتبہ پڑھے۔

یَا سَلَامُ. ۱۳۱ مرتبہ۔

یَا حَفِیْظُ. ۹۹۸ مرتبہ پڑھے۔

ویدعو بعد ذالک بما یرید من امور الدنیا والأخرة یستجاب لہ فتدبر ذالک فانہ من الاسرار العظیمة.

وصلی اللہ علیہ سیدنا محمد النبی الأمیّ

وعلی الہٖ وصحبہٖ وسلم.

(شمس المعارف الکبریٰ ج:۲ ص:۱۴۰ تا ۱۲۶)

ایضاً دُعا برائے دفعِ مصائب وشرِ اعداء

(از شمس المعارف)

هٰذا الدعاء يُروى عن عبدالله بن محمد بن ابى زيد القيروانيّ، فما رأيت اسرع اجابة من هٰذا الدعاء ويصلح الدعاء به علٰى كل سلطان جائر ولصّ خائن وفي المصائب والشدائد وهو هٰذا:—

اللهم يا موضع كل شكوىٰ ويا شاهد كل نجوىٰ ويا عالم كل خفيه ويا كاشف كل جليه يا منجي موسٰى ومحمد وابراهيم الخليل صلوات الله عليهم اجمعين، ادعوک يا الٰهي دعاء من اشتدت فاقته وضعفت قوته وقلّت حيلته دعاء الغريق الملهوف الذى لا يجد لكشف ما به الا انت لا اله الا انت يا ارحم الراحمين اكشف عنا ما نزل بنا من عدونا وعدوک الشيطان الرجيم، يا رب العالمين انک على كل شيء قدير، واغوثاه يا الله واغوثاه يا الله واغوثاه يا الله، اللهم يا باوى لا هداية لک يا دائم لا نفاد لک يا حي يا محيي الموتٰى يا قائم على كل نفس بما كسبت الٰهي انت الله العزيز الجبار لا اله الا انت اِلٰها واحدا. اسئلک بالكلمات التامات الأمن والعفو والعافية والمعافاة الدائمة فى الدين والدنيا

والأخرة والأهل والجسد والمال والولد والمسلمين اجمعين يا رب العالمين انك على كل شيء قدير وارحمني برحمتك يا ارحم الراحمين واكشف عني ما نزل لي من ضيق وكلما اردت وخلصني خلاصا جميلا يا رب العالمين.

(شمس المعارف ج:۳ ص:۸)

قوّتِ حافظہ اور ذہن کے لئے

اسم ''البصیر'' چینی کی طشتری پر سو مرتبہ لکھے اور بارش کے پانی سے دھوکر جس کو پلائے اس کا ذہن کھل جائے گا اور حافظہ قوی ہوگا۔

(شمس المعارف ج:۱ ص:۵۵)

ایضاً ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کو سات سو چھیاسی مرتبہ پانی پر دَم کرکے جس کو پلایا جائے اس کا ذہن کھل جائے گا، حافظہ قوی ہوگا اور یہ پانی جس کو پلایا جائے اس کے دِل میں اس کی محبت پیدا ہوگی۔

عزّت ونصرت اور ترقّی رزق کے لئے

مندرجہ ذیل نقش کو لوہے یا تانبے کے ٹکڑے پر نقش کرکے اپنے گھر میں رکھے، یہ نہ ہوتو کاغذ ہی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے، لوگوں کی نظر میں عزّت اور دُشمنوں کے مقابلے میں نصرت اور رزق میں برکت ہوگی۔

(از شمس المعارف ج:۲ ص:۸۸)

م	ی	ک	ح	ز	ی	ز	ع
ک	ح	ز	ی	ز	ع	م	ی
ز	ی	ز	ع	م	ی	ک	ح
ز	ع	م	ی	ک	ح	ز	ی
ی	ک	ح	ز	ی	ز	ع	م
ح	ز	ی	ز	ع	م	ی	ک
ی	ز	ع	م	ی	ک	ح	ز
ع	م	ی	ک	ح	ز	ی	ز

دُکان اور تجارت میں برکت کے لئے

مندرجہ ذیل نقش کو لوہے یا تانبے کے پترے پر نقش کرائیں، یا پھر کاغذ ہی پر لکھ کر دُکان میں رکھیں، انشاء اللہ برکت ہوگی۔

(از شمس المعارف ج:۲ ص:۸۸)

عملیاتِ مجرّبہ از کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

برائے دردِ سر مجرّب

آیاتِ ذیل لکھ کر سر پر باندھیں:-

كٓهٰيٰعٓصٓ. ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا. اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا. حٰمٓ عٓسٓقٓ. كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم. کم من نعمۃ للہ علی کل قلب خاشع وغیر خاشع، وکم من نعمۃ علی کل عرق ساکن وغیر ساکن اسکن ایھا الوجع بحق من سکن لہ ما فی اللیل والنھار وھو السمیع العلیم.

آنکھوں کے درد کے لئے

مندرجہ ذیل اسماء لکھ کر آنکھوں پر باندھیں:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم، لا الہ الا اللہ ایمانا استسلاما والحمد للہ افضالا وانعاما واللہ اکبر اکبارا واعظاما لخلق السموٰت والأرض.

اللّٰھم رب قبس قابس ولیل دامس وبحر طامس وحجر یابس یعلمون فی عین العیان الھم اعم عین المعیان. قل اعوذ برب الفلق. من شر ما خلق. ومن شر غاسق اذا وقب. ومن شر النفّٰثٰت فی العقد. ومن شر حاسد اذا حسد. ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم. والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد واٰلہٖ اجمعین.

برائے حفاظتِ حمل

مندرجہ ذیل آیات اور دُعائیں کاغذ میں لکھ کر حاملہ عورت اس طرح استعمال کرے کہ تعویذ ناف پر رہے:-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا. وَیُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ. اللّٰہ حافظ ما فی بطن ھذا الحامل. وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلٰھًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا. فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا. یَحْفَظُوْنَہٗ

مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ. یمینا وشمالا من شر طوارق اللیل والنہار. یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ. اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا. رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ. فَبَشَّرْنٰھَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ. قَالَ کَذٰلِکَ قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ.

برائے دردِزہ و سہولتِ پیدائش

مندرجہ ذیل آیات و اسماء چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پانی میں دھولیا جائے، یہ پانی عورت کو پلائیں اور اس کے پیٹ پر بھی لگائیں، دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ. وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ. وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ. وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَتَخَلَّتْ. وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ. یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰھَا. لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّھَارٍ بَلَاغٌ. لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ.

ایضاً برائے سہولتِ ولادت

مندرجہ ذیل دُعا چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پانی سے دھولیں، یہ پانی عورت کو پلایا جائے اور ہاتھ پر لگا کر عورت کے پیٹ پر بھی لگائیں:-

لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم، لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوت السبع ورب العرش العظیم، صدق اللہ العظیم الکریم، کانھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار بلاغ.

برائے گریۂ طفل

جو بچہ غیر معمولی طور پر روتا ہو، اس کے لئے یہ دُعا ایک کاغذ پر لکھ کر گلے میں باندھی جائے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولہ ما سکن فی الیل والنھار وھو السمیع العلیم. افمن ھذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون. فاسجدوا للہ واعبدوا.

الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا.

حالاتِ مرض و وفات

والد صاحبؒ کی وفات کے وقت ماہنامہ ''المفتی'' جاری تھا، اس میں احقر نے کچھ مرض و وفات کے حالات شائع کیے تھے، وہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند اور علمائے دیوبند سے تعلق رکھنے والے حضرات اس حسرت ناک خبر کو نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنیں گے کہ دیوبند میں سلف صالحین کی آخری یادگار، بناءِ دارالعلوم دیوبند کے بالکل ہم عصر، قطبِ عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے خاص مرید و شاگرد، قصبہ دیوبند کے اُستاذ الکل، احقر کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین صاحبؒ دو ماہ کی طویل علالت، ورم و جگر و اسہال وغیرہ میں مبتلا رہنے کے بعد ۹ رصفر ۱۳۵۵ھ یومِ جمعہ ساڑھے سات بجے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مرحوم کے مختصر حالات سیّدی وسندی حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب محدثِ دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم نے لکھے ہیں، جس کے چند صفحات اسی پرچے میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس

لئے میں صرف وفات کے مختصر حالات اور حضرت مرحوم کی چند خصوصیات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔ موصوفؒ کا تاریخی نام افتخار تھا، آپؒ کا سالِ ولادت ٹھیک وہی ہے جس میں دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی، یعنی ۱۲۸۲ھ، آپؒ دارالعلوم اور بزرگانِ دارالعلوم کی مجسم تاریخ اور زندہ تذکرہ تھے، اسلافِ دارالعلوم کا تذکرہ آپؒ کی ہر مجلس کا فاتحہ و خاتمہ اور بزرگوں کے طرزِ قدیم کا احیاء آپؒ کا شعارِ خاص تھا، اس تہتر سال کی عمر میں دُنیا نے سینکڑوں رنگ بدلے، نئے سے نئے دِلفریب مناظر ان کے بھی سامنے آئے مگر اس جبلِ استقامت کے کسی رنگ کو بدلتا نہ دیکھا ۔

لوگوں نے سو طرح کے مشاغل کیے بہم
لیکن مجھے تو شغلِ مے و جام ہی رہا

اُسوۂ سلف کی کامل اقتداء، اوراد و معمولات کی بے نظیر پابندی اس طرح نبھائی کہ کسی وقت منقطع ہونے کے بجائے موت ہی کے ساتھ اس کی تکمیل ہوئی ۔

اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد
بخاک پائے عزیزت کہ عہد نشکستم

جماعتِ نماز کا انتہائی اہتمام، تکبیرِ اُولیٰ کی پابندی آپؒ کا مخصوص شعار تھا، آخر عمر میں چند سال سے ضعف پیری کے ساتھ بہت سے امراض ہمیشہ لگے رہتے تھے، نشست و برخاست میں تکلف ہوتا

تھا، مگر جماعت کا وقت آتے ہی معلوم نہیں ان میں کون سی طاقت آجاتی تھی کہ جوانوں سے زیادہ مستعد اور مسجد میں سب سے پہلے موجود نظر آتے تھے۔

ہر چند پیر خستہ و بس ناتواں شدم
لیکن چو روئے خوب تو دیدم جوان شدم

۱۱رذی الحجہ ۱۳۵۴ھ کو اسہال کی کثرت نے بالکل بے دم کردیا تھا، مگر لاٹھی کے سہارے سے مسجد پہنچتے رہے، تا آنکہ ۱۲رذی الحجہ کی نمازِ عصر مسجد میں ادا کی اور اپنی عمر کی آخری تکبیرِ تشریق جماعت کے ساتھ بآوازِ بلند پڑھ لی، اس کے بعد جب قویٰ بالکل ہی ساقط ہوگئے تو گھر میں نماز پڑھنی شروع کی، اسہال کی کثرت، درد کی شدت، بخار کی حرارت اور انتہائی نقاہت کے باوجود نماز کا وقت ہوتے ہی کپڑوں کی صفائی، بدن کی پاکی کا اہتمام اور نماز کی تیاری شروع ہوتی تھی، جس میں بہت دیر بھی لگتی اور ناقابلِ برداشت تکلیف بھی ہوتی تھی مگر سب کچھ برداشت کرکے اوّل وقت نماز ادا کرنا معمول تھا۔

مرضِ وفات میں ایک شب بیدار ہوئے تو مجھے فرمایا کہ: آج میرے شیخ مرشد حضرت مولانا گنگوہیؒ تشریف لائے تھے اور میری رُوح کو خود اپنے ہاتھوں سے کسی نفیس چیز کے اندر رکھ لیا ہے۔

ایک روز فرمانے لگے کہ: شفیع! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں انہیں دستوں میں ختم ہوجاؤں گا، مگر کچھ غم نہیں کیونکہ حدیث میں اس کو بھی

شہادت فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا، حق تعالیٰ نے جمعہ کے روز یہ درجۂ شہادت عطا فرمایا۔

زاہد بیاؤ موت شہیدان عشق ہیں
کیں موت را نہ زندگی جاودان رسد

شبِ جمعہ میں مغرب کے وقت حالت نازک اور بالکل نزع کا سا عالم تھا، والدہ نے مجھ سے فرمایا کہ: اس وقت تم مسجد میں نہ جاؤ، نمازِ مغرب یہیں ادا کرلو، مگر جماعت کے اس عاشق نے اسی نزع کی حالت میں فرمایا: "نہیں! مسجد" میں نے حکم کی تعمیل کی، نماز کے بعد پاس آیا تو دیکھا کہ نہایت تضرع و زاری کے ساتھ اِستغفار و توبہ میں مشغول ہیں، مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ: بڑی فکر ہے کہ وہاں کیا معاملہ ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ: آپ کو یاد نہیں کہ حق تعالیٰ کا معاملہ ہمیشہ آپ کے ساتھ یسر و آسانی اور لطف و مہربانی کا رہا ہے، اب کوئی وجہ نہیں کہ آپ اُس سے مایوس ہوں۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: بیشک، بیشک۔ عشاء کے بعد بالکل سکون و اطمینان ہوگیا، رات بھر دُنیا کی آخری نیند آرام کے ساتھ سوئے، صبح ہوتے ہی مجھے اُٹھایا کہ جلدی کرو میرے کپڑے اور بدن پاک کرنا ہیں، نماز قضا نہ ہوجائے۔ کپڑے اور بدن پاک ہوجانے کے بعد فرمایا کہ: مجھے وضو کے لئے بٹھاؤ۔ میں نے اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ اعضاء کی جان ختم ہوچکی ہے، اُٹھاتے ہی آنکھیں چڑھ گئیں اور حالت بدل گئی، لٹادیا گیا، پھر

کچھ سکون ہوگیا اور ذکرِ حق وتوبہ و اِستغفار میں مشغول ہوگئے، میں کسی کام کے لئے اُٹھا تھا والدہ صاحبہ پاس بیٹھی ہوئی تھیں، وہ فرماتی ہیں کہ: اچانک مجھ سے کہا: ''رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم'' اتنے الفاظ تو میں نے پوری طرح سمجھے اس کے بعد کوئی کلمہ ایسا کہا کہ تشریف لائے اس کے مثل جو پوری طرح سمجھ میں نہیں آیا، سبحان اللہ والحمدللہ۔

لے حبِ نبی کی میرے سینے میں رہے
اس کا ہی خیال مرنے جینے میں رہے
جب بند ہو آواز مرا دم ٹوٹے
آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

میں کام سے واپس آیا تو یکایک حالت بدل گئی اور نزع شروع ہوا، عزیزم مولوی سیّد حسن نے حضرت یٰسین کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کی، میں نے ذکر کی تلقین شروع کی، میری آواز کے ساتھ ساتھ ذکر کرتے رہے، یہاں تک کہ آواز ختم ہوگئی مگر زبان کی حرکت باقی رہی۔ بالآخر چند منٹ میں ان سب حرکات کو ہمیشہ کے لئے سکون ہوگیا، اور آپؒ کی اس دُعا کی مقبولیت ظاہر ہوگئی جو اکثر پڑھا کرتے تھے کہ ۔

جب دمِ واپسیں ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا اِلٰہ اِلّا اللہ

حق تعالیٰ آپؒ کو اپنے آغوشِ رحمت میں جگہ دے اور

پسماندگان کو ان کی برکات سے محروم نہ فرمائے، اُس کا ہر فعل عینِ حکمت اور ہر حکم مقتضائے رحمت ہے ۔

اُس کے آغوشِ غضب میں ہیں ہزاروں رحمت
اُس کے ہر لطف میں ہیں سینکڑوں الطاف و کرم
دُور اندیش وہی ہے جو مصائب کے عوض
ہو کے خوش مرضیٔ مولا کی کرے بیچ سلم
جزر و مد بحرِ حوادث کا بچشم حق بین
طرۂ شاہد تقدیر کا ہے پیچ و خم

(بندہ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ وعافاہ وجعلہ کما یحب ویرضاہ)

ایک عجیب اتفاق

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس مختصر رسالے کا نام اور اس کے لئے کچھ یادداشت تو عرصۂ دراز کی لکھی ہوئی رکھی تھیں، اتفاقاً محرم ۱۳۹۴ھ میں روزِ عاشورا یہ اوراق سامنے آ گئے اور اسی وقت بے ساختہ کچھ لکھنا شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان ایام میں بیماری میں بھی کچھ خفت عطا فرما دی اور روزانہ یہ صفحات تھوڑے تھوڑے لکھے جانے لگے، اور آج جبکہ یہ مضمون ختم ہو رہا ہے ۹ ر تاریخ صفر ۱۳۹۴ھ ہے، یہی تاریخ والد ماجد کی وفات کی ۱۳۵۵ھ تھی جس کو آج اڑتیس سال پورے ہو کر انتالیسواں شروع ہو گیا ہے، اور والد صاحبؒ کا یہ

جملہ گویا کانوں میں گونج رہا ہے جو وفات سے ایک دن پہلے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ: "شفیع! بھول تو جایا ہی کرتے ہیں، مگر اتنی بات کہتا ہوں کہ جلد نہ بھول جانا۔" والد ماجدؒ کا یہ جملہ لوحِ قلب پر ایسا کندہ ہوگیا کہ اب چالیس سال ہونے کو آئے ہیں الحمدللہ کبھی فراموش نہیں ہوتا۔

آخر میں وہ مرثیہ نقل کرتا ہوں جو والد صاحبؒ کی وفات پر اسی وقت لکھا گیا اور شائع ہوا تھا۔

مرثیہ

حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ

یا رب یہ کیا فضا ہے یہ کیسا سماں ہے آج
مشغولِ گریہ صبح سے کیوں آسمان ہے آج

کون اٹھ رہا ہے آج جہاں سے کہ یک بیک
تیرہ میری نگہ میں زمین زماں ہے آج

کیوں رو رہا ہے آج ہر اِک خورد اور بزرگ
تھمتا کسی طرح نہیں اشک رواں ہے آج

اسلاف کے چمن کی رہی تھی جو یادگار
واحسرتا وہ پھول بھی وقفِ خزاں ہے آج

یعقوبؒ اور رفیعؒ و رشیدؒ ہمام کا
یہ آخری نشاں بھی لو بے نشاں ہے آج

وہ حضرتِ رشیدؒ کا اِک زندہ تذکرہ
وہ کل سلف کی یاد کہاں گلفشاں ہے آج

پائیں پہ آج حضرتِ یاسین کے کیوں عزیز
یٰسین پڑھ رہے ہیں یہ کیسا سماں ہے آج

وہ والد شفیق وہ اُستاذ مہرباں
وہ مرشدِ طریق عزیزو کہاں ہے آج
یا ربّ کہاں وہ ذکر و مناجاتِ صبح دم
وہ گریۂ سحر ہے نہ آہ و فغاں ہے آج
کیوں آج ذکرِ نیم شبی کی صدا نہیں
کیوں آہ وقتِ صبح بھی خواب گراں ہے آج
وہ صبح دم نماز کو اُٹھو نماز کو
کہہ کر جگانے والا، الٰہی کہاں ہے آج
کیوں آج پوچھتا نہیں کوئی شفیع کو
کس حال میں ہے کیوں نہیں آیا کہاں ہے آج
کل تک اُداس دیکھ نہ سکتے تھے جس کو آپ
وہ وقف رنج و نالۂ و درد و فغاں ہے آج
دُنیا بھی اِک تماشۂ عبرت ہے غافلو
باقی نہ کل رہے گا جو دور زماں ہے آج
اِک گھر کا تجھ سے پہلے کوئی اور تھا مکیں
گہوارہ عشرتوں کا جو تیرا مکاں ہے آج
جانا ہے سب کو ایک ہی منزل پہ ایک دن
ہاں! اتنی بات ہے کہ فلاں کل فلاں ہے آج

عالم میں جن کی شانِ جلالت کی دُھوم تھی
وہ قصرِ قیصری ہے نہ تخت کیاں ہے آج

اُجڑے ہوئے دیار میں اور مقبروں میں بھی
ان کا مٹا ہوا سا کہیں کچھ نشاں ہے آج

دہلی و آگرہ کے وہ ایوان اور محل
بس حسرتوں کی درد بھری داستاں ہے آج

دربارِ عام و خاص ہے پامالِ خاص و عام
وہ شوکت و جلال وہ حشمت کہاں ہے آج

کل گونجتے تھے جن کی صداؤں سے آسماں
وہ قصرِ خاص دیکھ کہ ہو کا مکاں ہے آج

بیدار مر کے ہوتے ہیں سچ ہے کسی کا قول
اور زندگی مرادف خوابِ گراں ہے آج

آنکھیں کھلی ہوئی تھیں تو حاجب تھے سیکڑوں
جب آنکھ بند کی تو عیاں ہر نہاں ہے آج

کہو آج تو نہ بہر خدا کل کی فکر میں
غافل سمجھ لے اب بھی کہ تیرا جہاں ہے آج

(مرثیہ اُردو از کشکول ص:۲۶۷)

تمت بالخیر